شیخ الحدیث مولنا محمد زکریاؒ ۔شخصیت اور خدمات حدیث

*حافظ افتخار احمد

Abstract

Moulana Muhammad Zakariya, life an his services for Hadeath. Moulana Muhammad Zakariya burned in 11th Ramzan (1315 AH.) in India District Saharenpur Province U.P. First of all he memorized the Holy Quran and Completed in (1328 AH.) Than he gat admission in religion Institute in tiled "Madrissah Muzahir-ul-Uloom in Saharenpur" 1328 AH. After Completion in Studies First Muharrum in (1338 AH.). He started his career as teacher in same Instutute tell 1390 AH. Then he migrated to Madina and died in 1402 (AH).He thought Hadeath 58 years (1335 AH to 1390 AH) Beside teaching he wrote 1044 Books in various subject, among these 44 books on Hadeath, 39 Books was published in his life and 65 are unpublished. His famous Arabic Books on Hadeath which has been published are under:-

۱۔ حجۃ الوادع وعمرات النبی ﷺ

۲۔ اوجزاالمالک الدری علی جامع الترمذی(In 6 Volume Published from Egypet in 1375 A.D.)

۳۔ الکواکب الدری علی جامع الترمذی(In 3 Volume Published from India)

۴۔ لامع الدراری علی جامع البخاری (In 3 Volume published from India an 10 Volume from Pakistan)

۵۔ الابواب والتراجم للبخاری (In 3 Volume Published from India an Madina (Suaid Arabia)

Keywords: Molna Zakariya, Contribution of Hadith

برصغیر پاک وہند میں اللہ تعالٰی نے دین متین کی حفاظت اور خدمتِ حدیث رسول کے لئے جن مقدس انسانوں کا انتخاب کیا ان کی فہرست تو بڑی طویل ہے ۔ان میں ایک نام مولنا محمد زکریاؒ کا ہے ۔ ’’ہندوستان کے صوبہ یوپی میں شاھدرہ‘ دہلی اور سہارنپور ریلوے لائن پر مظفر نگر سے ۵۰ ‘ دہلی سے ۴۵ اور سہارنپور سے ۶۵ کلومیٹر کا فاصلہ پر واقع ایک قصبہ ہے جسے ’’کاندھلہ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے‘‘(1)

*ایسوسی ایٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامیہ،اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ولادت:

مولنا محمد زکریاؒ کی ولادت ان کے اپنے بیان کے مطابق (کاندھلہ میں) ''۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کی شب میں رات کو گیارہ بجے تراویح کے بعد ہوئی۔(۲) آپ نے والد ماجد کا اسم گرامی مولنا محمد یحی کاندھلوی اور دادا کا نام مولنا محمد اسماعیل تھا۔

ابتدائی تعلیم:

مولنا محمد زکریا کے والد مولنا محمد یحیی صاحب آپ سے بہت پیار کرتے تھے اور سات سال کی عمر تک ان کو باقاعدہ تعلم کیلئے نہیں بٹھایا۔ جب ان کی عمر سات سال کی ہوئی تو انہوں نے اپنے ہونہار بچے کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دی۔ گنگوہ کے جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مظفرنگری کی ''اہلیہ محترمہ'' کے پاس ان کا قاعدہ بغدادی شروع ہوا''۔(۳)

ایک دن کی شاگردی:

مولنا محمد یحیٰؒ کے خاص شاگردوں میں ایک شاگرد حافظ ابراھیم صاحب رسولپوری تھے۔ حضرت شیخ کے والد صاحب نے ایک دن کے لئے اپنے بیٹے کو اپنے شاگرد کے سپرد کیا انھوں نے کسی حکم کی عدم بجاآوری پر(۴) وقفے وقفے سے صبح سے عصر تک کان پکڑوائے رکھے۔ جب اس واقعہ کا علم حضرت شیخ کے والد صاحب عصر کے بعد ہوا'' شیخ کے بقول تو ہماری یہ ایک روزہ شاگردی ختم ہوگئی''۔(۵) البتہ بعد میں حضرت شیخ الحدیث کے یہی استاد آپ سے بیعت بھی ہوگئے تھے۔(۶)

حضرت شیخ الحدیث نے دو اور اساتذہ کرام سے حفظ قرآن مجید مکمل کیا جس کا خلاصہ خود شیخ کے الفاظ میں یہ ہے:

''اس کے علاوہ ایک عرصہ کے بعد عالی جناب حافظ محمد صالح صاحب نکودر ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے جو حضرت (مولنا رشید احمد) گنگوہی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے تھے نہایت بزرگ تھے۔۔۔وہ حضرت گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تبرکاً میرے والد صاحب نے مجھے ان کی شاگردی میں بھی حصول برکت کے لئے چند روز رکھا۔ حافظ صاحب کا جب تک جب تک صادھ کا گنگوہ میں قیام رہا'' اس کے علاوہ جب کاندھلہ جانا ہوتا تو ہمارے کاندھلہ کے مشہور ومعروف حافظ استاذ الکل حافظ رحیم بخش صاحب ابن خدا بخش عرف حافظ منگتو۔۔۔کی شاگردی میں داخل ہوجاتا''(۷) ''ان دو بزرگوں کے علاوہ کسی سے قرآن مجید پڑھنے کی نوبت نہیں آئی''۔(۸)

مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے والد ماجد نے انکی تربیت میں بڑی دور بینی اور دقت نظری سے کام لیا جس کا ذکر شیخ الحدیث صاحب نے اپنی کتاب ''الاعتدال فی مراتب الرجال'' ان الفاظ میں کہا ہے:

''میری ابتدائی تربیت جن اصولوں کے ماتحت ہوئی وہ یہ تھے کہ مجھے سترہ سال کی عمر تک نہ کسی سے بولنے کی اجازت تھی نہ بلا معیت والد صاحب یا چچا جان کے کہیں جانے کی اجازت تھی اور اس کی بھی اجازت نہ تھی کہ میں اپنے اکابر شیخ مولانا خلیل احمد صاحب کی مجلس میں بلا والد صاحب اور چچا جان کے ساتھ ہوئے بیٹھ کر سکوں کہ مبادا میں سبق کی جماعت میں یا حضرت کی مجلس میں کسی پاس بیٹھنے والے سے کوئی بات کرلوں مجھے دو تین آدمیوں کے سوا کسی سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی تنہا مکان جانے کی اجازت نہ تھی' یہاں تک کہ جماعت کی نماز میں بھی مخصوص حضرات کی زیر نگرانی شرکت کرتا تھا۔۔۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے فضل نے مجھے (یہ سب کچھ) نبھانے کی توفیق عطا فرمائی۔جن کی برکات اب دنیا ہی میں پا رہا ہوں''۔(۹)

متوسط و انتہائی تعلیم:

شیخ الحدیث کے والد صاحب پہلے گنگوہ میں رہتے تھے۔ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ میں ان کا تقرر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ہو گیا رجب ۱۳۲۸ھ میں حضرت شیخ الحدیث صاحب بھی مدرسہ مظاہر العلوم سہانپور میں داخل ہو گئے۔اس وقت آپکی عمر ۱۳ برس تھی۔شیخ الحدیث کے بقول: سہارنپور میں اگرچہ باقاعدہ عربی تعلیم شروع ہوئی اور اس سے پہلے ابتدائی عربی اور فارسی زیادہ تر چچا جان (مولانا محمد الیاس صاحب) نور اللہ مرقدہ سے اور کم والد (مولانا محمد یحیی صاحب قدس سرہ) سے پڑھنے کی نوبت آئی۔۔۔صرف (بفتح الصاد) پڑھانے کا والد صاحب کا ایک خاص طریقہ تھا وہ الفاظ لکھوا دیا کرتے تھے اور کچھ قواعد لکھوا دیتے تھے۔مثال اجوف' ناقص وغیرہ' میں نے میزان منشعب معروف و متداول نہیں پڑھی اس زمانے میں میرے ہی لئے غالباً ایک میزان منشعب خاصی تصنیف ہوئی تھی۔آسی مدراسی پریس میں چھپی تھی اس میں میرے مقدر سے گردان بھی بجائے فعل یفعل کے ضرف یضرب کی تھی میزان میں وہی تھی منشعب میں بھی وہی تھی اور عمل میں بھی وہی''۔(۱۰)

''نحو کے چند سبق میں نے مولانا ظفر احمد تھانویؒ سے بھی پڑھے تھے (ان کا ذکر آگے شیخ الحدیث کے اساتذہ کرام میں مفصل آرہا ہے) باقی زیادہ تر میرے والد صاحب خود ہی پڑھایا کرتے تھے''۔(۱۱)

کتب معقول کے استاد حضرت مولانا عبد اللطیف ناظم مظاہر العلوم اور مولانا عبد الوحید صاحب سنبھلی تھے۔

۱۳۳۳ھ میں دورہ حدیث کی ابتدا ہوئی اور سنن ابن ماجہ کے علاوہ تمام کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور

سنن ابن ماجہ مولنا ثابت علی صاحب سے پڑھی۔ ۱۳۳۳ھ میں مولنا خلیل احمد صاحب حج پر تشریف لے گئے تھے ان کی ھندوستان واپسی پر ان سے دوبارہ صحیح بخاری۔ سنن ترمذی پڑھی۔

دورہ حدیث میں دو باتوں کا خصوصی اہتمام رکھا:

۱۔ ایک یہ کہ ناغہ نہ ہونے پائے ۲۔ دوسرے یہ کہ بغیر وضو حدیث نہ پڑھی جائے''۔(۱۲)

۱۳۲۸ھ سے ۱۳۳۶ھ تک نو سال آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں زیر تعلیم رہے اس عرصے میں مدرسہ کے نظام تعلیم کے مطابق آپ نے اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا اس کا نقشہ درج ذیل ہے:

سال اول ۲۹۔۲۸ھ: نحو میر، شرح عامل مع ترکیب تمام، ھدایۃ النحو تمام۔ کافیہ کبری تمام، ایساغوجی تمام۔ مرقات تمام۔ شرح تہذیب نصف۔ مفید الطالبین۔ باب اول۔ نفحۃ الیمن باب دوم ۲ قصیدے ہے۔ الفیہ ابن مالک نصف۔ فصول اکبری ۲ ثلث۔ ترجمہ پارہ عم تمام مجموعہ چہل حدیث۔

سال دوم ۳۰۔۲۹ھ: بقیہ الفیہ۔ بقیہ شرح و تہذیب۔ قطبی تصدیقات۔ تصورات۔ مع میر تلخیص فن اول، مقامات ۲۳ مقامے۔ حساب کسور عام، ترجمہ پارہ تبارک الذی۔ قصیدہ بردہ۔

سال سوم ۳۱۔۳۰ھ: مختصر۔ نور الانوار۔ قطبی۔ سبعہ معلقہ۔ حسامی۔ شرح جامی۔ حصہ کنز۔ قدوری۔ میبذی سلم العلوم۔(۱۳)

سال چہارم ۳۲۔۳۱ھ: مشکوۃ شریف۔ ھدایہ اولین۔ متنبّی۔ حماسہ۔ طحاوی شرح نخبۃ الفکر۔

سال پنجم ۳۳۔۳۲ھ: مسلم، ملا حسن، میر زاہد، امور عامہ، موطا امام محمد، اقلیدس، شمس بازغہ۔

سال ششم ۳۵۔۳۴ھ: ترمذی، بخاری، ابوداؤد، ھدایہ ثالث، نسائی شریف تمام۔ سال ہفتم ۳۵۔۳۴ھ: بخاری شریف، ترمذی۔

شوال ۳۶۔۳۵ھ: حضرت سہارنپوری (خلیل احمد) سنن ابی داؤد۔ شوال ۳۶ھ حضرت سہارنپوری (خلیل احمد) مسلم شریف، نسائی شریف۔(۱۴)

شیخ الحدیث کے اساتذہ کرام:

حضرت شیخ نے زمانہ حفظ القرآن مجید میں درج ذیل تین اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

۱۔ حافظ (محمد) ابراہیم صاحب رسولپوری۔ انہوں نے ایک دن شیخ کو اپنی شاگردی میں رکھا۔ ان کا مختصر ذکر شیخ کی ابتدائی تعلیم کے ذیل میں گزر چکا ہے۔(۱۵)

۲۔ حافظ محمد صالح صاحب نکودری، جالندھری۔(۱۶)

۳۔ حافظ رحیم بخش صاحب ابن خدابخش عرف حافظ منگتو (۱۷)۔ان کو شیخ الحدیث صاحب نے حافظ استاذ الکل کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔مولانا محمد زکریاؒ کے چچا مولانا محمد الیاس صاحب اور ان کے معاصرین اور ان کے یعنی شیخ کے بعد تک سب حافظ صاحب کے شاگرد ہیں۔حضرت شیخ کے بقول:''ان دو (۲) (مؤخر الذکر) بزرگوں کے علاوہ کسی سے قرآن پاک پڑھنے کی نوبت نہیں آئی''۔(۱۸)

درجہ کتب کے اساتذہ کرام:

شیخ الحدیث صاحب کے اساتذہ کرام میں سب سے نمایاں مقام شیخ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحی صاحب کا ہے۔شیخ کی درجہ کتب کی زیادہ تر تعلیم ان کے والد نے دی۔

۱۔ مولانا محمد یحی صاحب کاندھلوی: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: محمد یحی بن محمد اسماعیل بن غلام حسین بن حکیم کریم بخش، صدیقی، حنفی، چشتی، نقشبندی، قادری، سہروردی۔

ولادت: محرم ۱۲۹۸ھ۔مولانا نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔**ابتدائی تعلیم:** مولانا نے ابتدائی کتب مدرسہ حسین بخش دہی میں پڑھیں۔منطق و فلسفہ کاندھلہ میں مولانا یداللہ السنبھلی سے پڑھیں

تدریس: ۱۳۱۱ھ میں پڑھانا شروع کیا۔

بیعت و فلافت: مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے خلافت حاصل کی ۱۳۲۸ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم میں پڑھانا شروع کیا۔

وفات: ۱۰ ذی لقعدہ ۱۳۳۴ھ کو بروز ہفتہ صبح ۹ بجے انتقال ہوا (۱۹)۔انا اللہ وانا الیہ راجعون''۔

۲۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی: **ولادت:** ۱۳۰۳ھ کو پیدا ہوئے۔مولانا کا تاریخی نام الیاس اختر تھا۔

ابتدائی تعلیم: مولانا نے ابتدائی تعلیم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے (۱۲۲۴ھ۔۱۳۲۳ھ (۲۰) حاصل کی۔

اعلی تعلیم: مولانا فقہ، حدیث و تفسیر کی تعلیم دار العلوم دیوبند سے حاصل کی مروجہ تعلیم کے حصول کے بعد بھی آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری (۱۲۶۹ھ۔۱۳۴۶ھ) سے استفادہ کیا۔(۲۱) انہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے عصر حاضر کی مشہور ''تبلیغی جماعت'' کی بنیاد رکھوائی۔جو اس وقت تقریباً پوری دنیا میں فریضہ دعوت و تبلیغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے ۔(۲۲) حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ابتدائی فارسی انہی اپنے چچا (مولانا محمد الیاس) سے پڑھیں (۲۳) اس کے علاوہ منطق (۲۴) اور فقہ کی ابتدائی کتب بھی ان سے پڑھیں۔(۲۵)

۳۔ مولنا ظفر احمد تھانوی، عثمانی، ابن شیخ لطیف احمد تھانوی۔ تاریخ ولادت: ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں دیو بند ضلع سہارنپور، ھند۔

ابتدائی تعلیم: دارالعلوم دیوبند۔ مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون، جامع العلوم کانپور۔ اعلی تعلیم: مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور۔ ھند۔

ممتاز اساتذہ کرام: مولنا محمد اسحاق بردوانی۔ مولنا رشید احمد کانپوری۔ مولنا خلیل احمد سہارنپوری۔

تدریسی وتصنیفی زندگی: آپ نے ۱۳۲۹ھ میں تدریس کا آغاز مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے کیا (۲۶) اور ۱۳۳۶ھ تک وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس عرصے میں حضرت شیخ الحدیث نے نحو میر کے چند اسباق ان سے پڑھے۔ (۲۷)

مولنا ظفر احمد صاحب نے مختلف کتب تحریر فرمائی ہیں ان میں ''اعلاء السنن'' ''فقہ الحدیث'' میں ۲۰ جلدوں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

تاریخ وفات: ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ/ ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء ٹنڈ والہ یار، سندھ۔ (۲۸)

۴۔ مولنا حافظ عبدالطیف صاحب:۔ شیخ الحدیث نے فقہ کی شرح وقایہ، اصول فقہ میں، اصول تاشی، اور منطق کی شرح وتہذیب اور دیگر ساری کتب ان سے پڑھیں۔ ان کی تاریخ ولادت کے بارے میں شیخ الحدیث صاحب نے اپنی تاریخ کبیر میں درج کیا ہے۔ لیکن آپ بیتی ہیں اس کا ذکر نہیں ہے۔

حفظ قرآن مجید: انہوں نے وطن پورقاضی (انڈیا) میں ایک بگھڑے کے حافظ امانت علی سے پڑھا۔

ابتدائی تعلیم: ان کے والد صاحب جناب مولنا جمعیت علی صاحب گورنمنٹ کالج بہاولپور میں شعبہ عربی وفارسی کے صدر تھے ابتدائی فارسی اپنے والد صاحب سے پڑھی۔ پھر مولنا خلیل احمد سھارنپوری بھاولپور تشریف لائے تو ان کے والد نے ان کو مولنا کے ساتھ مدرسہ مظاہر العلوم سھارنپور بھیج دیا۔ سھارنپور میں شہر کے فتنہ کے خوف سے تین ماہ کے لئے ان کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا گیا پھر واپس سھارنپور آ گئے۔ (۲۹)

تدریس: ۱۳۲۳ھ میں مولنا خلیل احمد صاحب کی تجویز سے مدرسہ مظاہر العلوم میں مدرس ہو گئے۔ ۱۳۳۹ھ میں مولنا نے پہلی مرتبہ ترمذی اور صحیح بخاری پڑھائی۔ اور ۴۶ھ تک بخاری انہی کے پاس رہی اور اس سال سے بخاری جلد اول جزوی طور پر حضرت شیخ الحدیث صاحب کو مل گئی البتہ جلد ثانی ۷۳ھ تک حافظ صاحب کے پاس ہی رہی (۳۰)

وفات: ۲ ذی الحجہ ۷۳ھ دوشنبہ کی صبح ۱۰ بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور ڈھائی بجے شام کو حاجی شاہ (قبرستان

سھارنپور،انڈیا) میں اس مجسمۂ اخلاق کو سپرد خاک کر دیا گیا‘‘۔(۳۱)

۵۔مولنا عبدالوحید صاحب سنبھلی:۔حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ’’ سلم‘ میبذی‘ میرزاہداور امور عامہ مولانا عبدالوحید صاحب سے پڑھیں۔

ولادت: مولانا کی ولادت تقریباً ۱۲۹۰ھ میں سنبھلی ضلع مراد آباد (انڈیا) میں ہوئی

ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم سرائے ترین مراد آباد گے مدرسہ عربیہ سے حاصل کی۔اس کے بعد جن پور ضلع مراد آباد کے مدرسہ میں مولانا احمد الدین سرحدی سے صرف ونحو کی تعلیم پوری کی۔

اعلیٰ تعلیم: علوم عقلیہ کی تحصیل کا شوق ان کو لاہور میں مولانا غلام محمد صاحب (جوان فنون میں امام تھے) تک لے آیا۔اور گھر والوں کو اطلاع کئے بغیر پیدل چل کر ایک ماہ میں لاہور پہنچے (ان کی اپنی جیب میں صرف دو آنے تھے) وہاں علوم عقلیہ کی تکمیل کی اور خاص طور پر علم ہیئت میں تجربہ حاصل کیا۔

اس عرصے میں مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری بھی ان کے رفیق درس رہے۔حدیث کی تکمیل دارالعلوم دیوبندے کی۔

تدریس: ابتداء پانچ برس اپنے مادر علمی مدرسہ سرائے ترین ضلع مراد آباد میں مدرس بنے پھر مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں صدر مدرس رہے۔اس کے بعد فیدو دور علی گڑھ میں مدرس رہے۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں آمد:۱۹۔ذی الحجہ ۲۸ھ میں دوبارہ مظاہر العلوم تشریف لائے۔۳۳ھ میں استعفیٰ دیدیا۔اور ربیع الثانی ۳۵ھ میں دوبارہ مظاہر العلوم تشریف لائے اس کے علاوہ انہوں نے مدرسہ شاہی مراد آباد مینڈھو اور دارالعلوم مئو میں بھی تدریس فرائض سرانجام دیے۔

وفات: رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ‘ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔(۳۲)

۶۔ مولنا ثابت علی صاحب۔شیخ الحدیث صاحب نے سنن ابن ماجہ ان سے پڑھی تھی (۳۳)

ولادت: ۱۲۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔

تدریس: یکم محرم ۱۲۹۷ھ میں ۴ چار روپے تنخواہ پر مدرسہ مظاہر العلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔بعد میں ترقی کرتے کرتے حدیث کی تدریس تک پہنچے۔**تعلیم:** ۱۲۸۳ھ سے مدرسہ مظاہر العلوم کی ابتدا ہوئی اس وقت سے ہی مدرسہ میں ابتدائی فارسی سے لے کر آخر دورہ تک تعلیم حاصل کی۔

وفات: شب جمعہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ بعمر پینسٹھ ۶۵ سال سھارنپور (انڈیا) میں انتقال فرمایا۔حاجی شاہ

قبرستان میں دفن ہوئے (۳۴) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷۔ حضرت مولنا خلیل احمد صاحب سہارنپوری: شیخ الحدیث صاحب نے حدیث کی اکثر کتب پہلے اپنے والد ماجد مولنا محمد یحیی صاحب سے پڑھیں (۳۵) پھر ۳۶، ۳۵، ۳۴ھ میں دوبارہ اکثر کتب حدیث مولنا سہارنپوری سے پڑھیں۔(۳۶)

ولادت: سفر ۱۲۶۹ھ میں کورہ، انبتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے ان کا اصل نام: ظہیر الدین احمد تھا والد ماجد کا نام: شاہ مجید علی تھا۔

ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی پھر گوالیار میں اپنے چچا شیخ انصار علی کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔

اعلیٰ تعلیم: پھر اعلی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا پھر مدرسہ مظاہر العلوم کی تاسیس ۱۲۸۳ھ کے بعد وہاں آ گئے اور مولنا مظہر نانوتوی صاحب سے۔حدیث۔تفسیر۔اصول وفروع کی تعلیم حاصل کی ان کے علاوہ مولنا ملوک علی صاحب سے بھی کسب فیض کیا (۳۷)

تدریس: ۳۴ھ سے لے کر ۴۵ھ تک مدرسہ مظاہر العلوم میں حدیث کی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے

تالیفات: آپ نے متعدد کتب تالیف کیں ان مین بذل المجھود فی شرح سنن ابی داؤد'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

وفات: ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء بروز چہارشنبہ مدینہ منورہ میں وصال ہوا مولنا محمد طیب مغربی صدر مدرس مدرسہ شرعیہ، مدینہ منورہ نے مصل الجنائز میں نماز پڑھی (۳۸) اور جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔

تدریس: حضرت شیخ الحدیث کی عمر جب ۱۹ سال تین ماہ بیس دن ہوئی تو آپ یکم محرم الحرام ۱۳۳۵ھ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مبلغ پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ پر استاد مقرر ہوئے۔(۳۹)

تدریس کے پہلے سال آپ نے درج ذیل کتب پڑھائیں :۱۔علم الصحیفہ ،۲۔مائۃ عامل منظوم، ۳۔شرح مائۃ ،۴۔خلاصہ نحومیر ،۵ نفحۃ الیمن ،۶۔منیۃ المصلی ،۷۔اصول الشاشی ،۸۔قال اقول۔

آپ نے تدریس کا آغاز بہت محنت سے کیا نہایت توجہ اور انہاک سے مندرجہ بالا اسباق پڑھائے جس کی وجہ سے تمام طلبہ آپ سے نہایت خوش رہے۔آپ کا طریقہ تعلیم بھی بڑا دلکش، جاذب توجہ اور اثر آفریں تھا۔

تدریس کے لئے ان کی دلچسپی اور انہاک کا اندازہ مولنا کے اس بیان سے ہوتا ہے۔جس کا ذکر انہوں نے اپنی خودنوشت سوانح میں ان الفاظ میں کیا ہے:۔

''۔۔۔اس سال (۳۵) وہ دوبارہ بخاری مولنا خلیل احمد سہارنپوری سے پڑھ رہے تھے۔تقریباً یہ سال میرا ایسا گزرا کہ رات دن میں دو ڈھائی گھنٹہ سے زیادہ سونے کی نوبت نہیں آئی۔اس لئے کہ مدرس ہو گیا تھا۔۔۔ اور دو سبق میرے دو استادوں کے یہاں سے: اصول الشاشی چچا جان نور اللہ مرقدہ (مولنا محمد الیاسؒ) کے یہاں سے، علم الصیغہ مولنا ظفر احمد کے یہاں سے منتقل ہو کر آئے تھے۔اور دونوں میری بے پڑھی کتابیں تھیں۔۔۔اصول الشاشی کے مطالعے میں کئی گھنٹے خرچ ہوتے۔لیکن عشاء کے بعد سے رات کے تین چار بجے تک میں ترمذی، بخاری کا مطالعہ دیکھا کرتا تھا۔اور فتح الباری عینی، قسطلانی، سندھی کے ابواب بالا ستیعاب اور غورے دیکھتا اور جہاں کوئی اشکال آتا اس کو نوٹ کر لیتا۔(۴۰) تدریس کے پہلے چھ سال تو ابتدائی و متوسط درجہ کی مختلف کتب پڑھائیں۔البتہ ۱۳۴۰ء میں بخاری کی جزوی تدریس شروع کی۔شوال ۱۳۴۱ء میں مشکوہ باقاعدگی سے پڑھائی۔شوال ۴۴ء میں سفر حجاز کو روانگی ہوئی اور صفر ۴۶ء کو حجاز سے واپسی ہوئی۔

۴۵ء میں آپ نے مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران وہاں مدرسہ شرعیہ میں مغربی طلباء کو ابوداؤد پڑھائی۔ (۴۱) ۱۳۴۶ء میں مدرسہ کے سرپرستاں نے یہ تجویز کر دیا تھا کہ ترمذی صدر مدرس مولنا عبدالرحمٰن کے پاس ہو۔اور بخاری شریف ''مونسا محمد زکریاؒ کے پاس۔رجب ۸۸ء تک بخاری آپ نے پاس ہی رہی۔

۵۸ سالہ خدمت حدیث کی سرگزشت: مولنا محمد زکریاؒ کا حدیث رسول کے محبت وعشق کا سفر ۵۸ء سال پر محیط ہے۔

اس کا خلاصہ خود ان کے اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح سے ہے:

''۷ محرم ۳۲ھ کو ظہر کی نماز کے بعد میری مشکوہ شروع ہوئی۔والد صاحب نے خود ہی ظہر کی امامت بھی کی تھی۔نماز کے بعد دو رکعت نقل پڑھی پھر میری طرف سے متوجہ ہو کر پندرہ بیس منٹ تک بہت ہی دعائیں مانگیں۔۔۔لیکن میں اس وقت ان کی معیت ہی صرف ایک ہی دعا کرتا رہا کہ ''یا اللہ حدیث کا سلسلہ بہت دیر سے شروع ہوا۔اس کو مرنے تک اب میرے ساتھ وابسطہ رکھیے۔اللہ تعالیٰ نے میری سیئات کے باوجود یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ محرم ۳۲ھ سے رجب ۹۰ھ تک تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ جس میں حدیث پاک کا مشغلہ نہ رہا ہو۔'' (۴۲)

آگے چل کر وہ اس کی مزید تفصیل ارشاد فرماتے ہیں:

''۳۲ھ میں مشکوۃ پڑھی۔۳۳،۳۴ھ میں دورہ (۴۳) کیا۔۳۵ھ میں بذل (۴۴) شروع ہوئی جو

۱۳۴۵ھ میں ختم ہوئی اس کے بعد اوجز(۴۵) کی تالیف شروع ہوئی جو ۱۳۷۵ھ میں ختم ہوئی ۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرے علم حدیث کے کی تالیفی سلسلے بھی شروع ہوتے رہے۔ اور شوال ۱۳۴۱ھ سے علم حدیث کی تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہوا جو ۱۳۸۸ھ تک رہا۔ اس کے بعد نزول آب (۴۶) کی وجہ سے تدریس کا مبارک سلسلہ چھوٹ گیا اللہ ہی کا شکر و احسان ہے کہ اب ۱۳۹۰ھ تک حدیث کی تالیف کا سلسلہ باقی ہے''۔(۴۷)

حضرت شیخ کا طریقہ تدریس اور اس کی اہم خصوصیات:

حضرت شیخ کے نہایت ہی قابل شاگرد مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری (۴۸) نے حضرت کی تدریس کی خصوصیات کو'' تقریر صحیح بخاری'' کے (۴۹) مقدمہ اور حیات شیخ میں مفصل بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہم اس کا خلاصہ نقل کر رہے ہیں:

۱۔ شیخ الحدیث کا درس عشق نبوی اور محبت رسول کا نمونہ ہوتا تھا جس کیفیت وسوز و گداز سے آپ پڑھاتے تھے وہ نا قابل بیان ہے۔ خصوصاً جس وقت آپ رسول اکرم ﷺ کے مرض وفات کی حدیث پڑھا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا کہ آج ہی یہ عظیم سانحہ پیش آیا ہے اس وقت حضرت پر بے اختیار گریہ طاری ہو جاتا تھا اور عبارت پڑھنا مشکل ہو جاتی۔

۲۔ آپ کے حلقہ درس میں تمام ائمہ و محدثین کرام کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ رہتا تھا ابن حجر عسقلانیؒ سے آپ بہت سے مواقع پر اختلاف فرماتے اور ان کے بارے میں یہ بھی فرماتے کہ انہوں نے حنفیہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور وہ حنفیہ کی دلیل سے اس طرح آنکھ بچا کر نکل گئے گویا کہ انھیں اس کی کچھ خبر نہیں حالانکہ کتاب مین بسا اوقات اسی راوی یا روایت کو اپنے مذہب کی تائید میں دوسری جگہ ذکر فرمایا ہے مگر بہ ایں ہمہ وہ شیخ الاسلام کے محدثین پر احسان کے صدق دل سے معترف تھے۔

۳۔ بعض عربی الفاظ کا ترجمہ دشوار ہوتا تھا لیکن شیخ ان الفاظ کا ایسا اردو ترجمہ فرماتے کہ اس سے بہتر ترجمہ اور اردو میں اس کی تعبیر ممکن نہیں ہے۔

۴۔ نفس حدیث میں اگر کہیں مطلب میں دشواری ہوتی اور دیگر شراح بخاری نے بھی اس کو واضح نہیں فرمایا تو اس کو خصوصیت سے دور فرماتے ہیں مثال کے طور پر باب القسامہ میں (۵۰) ''فقرنت یدہ بیدہ'' میں ضمیر کے مرجع اور کلام کے مطلب میں تمام شراح بلکہ ابن حجر تک سے ہم واقع ہوا ہے شیخ نے ان اوہام کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (۵۱)

۵۔ اگر کتاب میں مئولف یا کسی راوی سے کوئی وہم واقع ہوا ہے یا کسی راوی پر کسی نوع کا کلام ہے تو اس پر

ضرور تنبیہ فرماتے اور اس راوی اور روایت کی حیثیت کو واضح فرماتے۔

۶۔ مذاہب اور اس کی تحقیق اور ان کے دلائل خصوصاً حنفیہ کے دلائل کو تفصیل سے بیان فرماتے۔

۷۔ اگر کسی مسئلہ میں زیادہ تفصیل ل ہوتی تو پہلے اس کا خلاصہ بیان فرماتے کہ اس مین ۵ یا ۷ یا ۱۰ بحثیں ہیں پھر اس کی قدرے تفصیل بیان فرماتے۔

۸۔ امام بخاری کے تراجم ابواب کی شرح اور اس کی غرض کو تفصیل سے بیان فرماتے بعض تراجم پر تمام شراح بخاری خاموش ہیں مگر شیخ فرماتے کہ امام موصوف کا کوئی ترجمہ دقت نظر اور باریک بینی سے خالی نہیں ہے مثلا امام بخاری نے ایک ترجمۃ الباب قائم کیا ہے ''باب الصلوۃ الی الحربۃ'' یہاں تمام شراح ساکت ہیں مگر شیخ کی نگاہ دررس نے یہاں بھی امام بخاری کے شایان شان ایک دقیق نکتہ تلاش کیا اور ایک لطیف توجیہ مولنا رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے نقل کی ہے وہ یہ کہ چونکہ زمانہ جاہلیت میں بعض قبائل عرب ہتھیاروں اور اوزاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اس لئے پیش نظر ترجمہ سے امام بخاری اس مسئلے میں پیدا ہونے والے وھم کو دفع فرما کر اس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ نیزہ کو سترہ بنانا جائز ہے۔(۵۲)

۹۔ صیح بخاری کے بعض تراجم بظاہر مکرر معلوم ہوتے ہیں اتنی ضخیم کتاب میں اگر چہ ایسا ممکن ہے مگر امام بخاری کی دقت نظر اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ تکرار کسی باریک بینی کے پیش نظر ہے چنانچہ امام بخاری کے ایسے مواقع پر حضرت شیخ طلباء کو خصوصیت سے تنبیہ فرماتے مثلا: بخاری کتاب الصلوۃ میں دو۲ باب ''**باب من لم یتم السجود** ۔ وباب من بیدی ضبعیہ ویجافی جنبیہ'' ہیں۔شیخ فرماتے ہیں کہ:''یہ دونوں باب ص۱۱۲ پر آرہے ہیں اور دو باب: باب عقد الشیاب اور باب لا یکف ثوبہ فی الصلوۃ'' ص۱۱۳ پر آرہے ہیں اب شراح کہتے ہیں کہ یہاں تو ابواب ثیاب چل رہے تھے یہ درمیان میں دو باب سجود کے آگئے ہو نہ ہو یہ کس کاتب کا تصرف ہے کہ غلط جگہ پر آگئے اور لباس میں دو باب جو ص۱۱۳ پر آرہے ہیں وہ ابواب السجود میں چلے گئے یہ بھی کاتب کا تصرف ہے۔حضرت شاہ صاحب کی بھی یہی رائے ہے اور انہوں نے فربری سے اس کی تائید نقل کی ہے۔کہ وہ (فربری) فرماتے ہیں کہ بخاری کی نقل میں کہیں کہیں بھی غلطی واقع ہوگئی ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: چونکہ بخاری کے نسخوں میں یہ باب یہاں موجود ہے اس لئے اس کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام بخاری قیاس ونظیر سے ستر عورت کی اہمیت ثابت فرماتے ہیں۔کہ''من ترک شرطاً لا تصح صلوتہ کمن ترک رکنا'' مگر میری (حضرت شیخ کی) رائے یہ ہے کہ ہر باب اپنی جگہ پر ہے اور صحیح ہے وہ اس طرح کہ امام بخاری ابوب الشیاب ذکر فرما رہے تھے تو امام بخاری نے باب یبدی ضبعیہ منعقد

فرما کر یہ بتلادیا کہ اگر کپڑے چھوٹے چھوٹے ہوں تو سجدہ میں اخفانہ کرے بلکہ ابداء کرے کیونکہ خود رسول اکرم ﷺ نے کپڑے چھوٹے ہونے کے باوجود ابداء کیا اگر کپڑا چھوٹا نہ ہوتا تو بغل کی سفیدی کیسے نظر آتی ؟اوراس کے اثبات کے واسطے باب اذالم یتم السجود منعقد فرمایا کہ اگر تجافی نہ کرے گا تو سجود نہ ہوگا اور وہاں بحیثیت کیفیت سجود کے آرہے ہیں'۔(۵۳)

۱۰۔ امام بخاری بسااوقات ایک ہی حدیث سے متعدد مسائل کا استنباء فرماتے ہیں اور حدیث کو مکرر ذکر فرماتے ہیں مثلاً حضرت بریرہ کی حدیث کو مختلف مقاصد کے لئے بیس ۲۰ مرتبہ سے زائد اور حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ کو دس سے زائد مرتبہ اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے اور ہر مرتبہ اس سے کوئی نئی بات مستنبط فرمائی ہے اس پر حضرت شیخ الحدیث خصوصیت سے طلباء کو متوجہ فرماتے ۔(۵۴) تلک عشرۃ کاملۃ ۔

حضرت شیخ الحدیث کے ممتاز تلامذہ:

مولنا محمد زکریاؒ صاحب نے ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تدریس کا باقاعدہ آغاز کیا (۵۵) ۱۳۴۱ھ میں بخاری اور ۲-۱۳۴۱ھ میں مشکوۃ پڑھائی (۵۶) اور حدیث نبوی کی تدریس کا عرصہ رجب ۱۳۸۸ھ تک محیط ہے (۵۷)۔تو اس طرح مجموعی طور پر تدریس کا زمانہ ترپن (۵۸) سال اور تدریس حدیث کا دورانیہ سنتالیس سال ہے۔

اس نصف صدی سے زائد عرصہ میں آپ سے مستفید ہونے والوں کی تعداد کا صحیح اندازہ تو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی روئیداد دیکھ کر ہی ہوسکتا ہے۔تاہم ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ تعداد ہزاروں میں ہے ان میں بکثرت مشاہیر علماء وفضلاء اور درس دافتاء کے بہت سے ماہر اور صاحب تصانیف حضرات بھی ہیں جنہوں نے اطراف عالم میں اپنے فیوض سے طلبہ اور تشگان علوم کو سیراب کیا اور ان کے شاگردوں کے شاگرد مسند درس پر تمکن ہوکر دنیا میں علم کی شمع روشن کئے ہوتے ہیں۔ذیل میں ہم شیخ الحدیث کے چند ممتاز تلامذہ کے نام درج کررہے ہیں:۔

۱۔ مولنا اکبر علی بن احسان علی سہارنپوری ۷۔۱۳۲۶ھ ۹-۸-۱۹۰۱ء-۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء

آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کی۔اور ۱۳۴۷ھ میں اپنے مادر علمی میں تدریس کا آغاز کیا اور ۱۳۷۷ھ تک اس منصب پر فائز رہے:۔(۵۹)

۲۔ مولنا خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری ابن قاضی فضل الرحمٰن۔(۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء)

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ کاشف العلوم دہلی اور مدرسہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون، انڈیا اور اعلی تعلیم مدرسہ

مظاہر العلوم سہارنپور سے حاصل کی۔

آپ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب: قدوری اور شاہ عبدالعزیز کی (۶۰) تحفہ اثنا عشریہ کا ترجمہ کیا اس کے علاوہ ایک درجن سے زائد کتب تحریر کیں ان میں ''الادب المفرد للبخاری' ریاض الصالحین' نودی' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء تک بقید حیات تھے:۔(۶۱)

۳۔ مولنا عاشق الٰہی (بلند شہری) بن صوفی محمد صدیق:۔آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ' مرادآباد' مدرسہ خلافت علی گڑھ سے اور اعلی تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے حاصل کی اور حضرت شیخ الحدیث کے سامنی زانوئے تلمذ طے کیا -آپ نے طویل عرصہ دارالعلوم کراچی میں (کورنگی) تدریس حدیث کے فرائض سرانجام دیے اور متعدد کتب یادگار چھوڑی ہین ان میں:

۱۔ مجانی الآثار من شرح معانی الآتار (عربی)

۲۔ ''تہیج الراوی فی تخریج احادیث الطحاوی''۔

۳۔ زادالطالبین من کلام رب العالمین (عربی) ۴۔الفوائدالسنۃ فی شرح اربعین النوویہ۔

۵۔ اخلاقی چہل حدیث'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء تک زندہ تھے۔(۶۲)

۴۔ مولنا انیس الرحمٰن بن مولنا حبیب الرحمٰن: ناظم مدرسہ دال مسجد' خالصہ کالج' فیصل آباد۔(۶۳)

۵۔ مولنا محمد احسان الحق بن بشیر احمد:۔مدرسہ عربیہ رائیونڈ میں مدرس ہیں۔(۶۴) اور اکابر تبلیغی جماعت میں شمار ہوتے ہیں۔اور تادم تحریر زندہ ہیں:۔

۶۔ مولنا مختار احمد (۶۵) حال مقیم بورے والا پنجاب' سابق ناظم تعلیمات جامعہ رشیدیہ' ساہیوال۔

۷۔ مولنا محمد یعقوب مظاہری صاحب۔نصف صدی مدرسہ عربیہ اسلامیہ چک نمبر 108/DB تحصیل منڈی یزمان ضلع بہاولپور اور ہائی سکول چک نمبر 117/DB میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے ۱۹۹۴ء میں چک نمبر 108/DB تحصیل یزمان، ضلع بہاولپور میں فوت ہوئے۔

۸۔ مولنا محمد یونس۔شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم' سہارنپور' انڈیا۔(۶۶) ۹۔حافظ محمد سلیمان صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم' سہارنپور' انڈیا (۶۷)

۱۰۔ مولنا سید محمد ثانی حسنی ندوی۔(۶۸) ۱۱۔مولنا سید محمد رابع حسنی ندوی۔(۶۹) ۱۲۔ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری۔استاد حدیث جامعہ عین ومشیر محکمہ قضاء شرعی' ابوظہبی۔

حضرت شیخ الحدیث کی تالیف: حضرت شیخ کے زندگی کی مصروفیات کو دو۱۲ اہم مقاصد میں تقسیم کر رکھا تھا۔

۱۔تربیت دینی ۲۔خدمت علمی ۳۔مئوخرالذکر کی پھر دو قسمیں ہیں:۔۱۔تدریس ۲۔تصنیف

تصنیف کو پھر دو حصوں میں رکھا جاسکتا ہے:۔۱۔حدیث وعلوم الحدیث' اسماء الرجال وغیرہ۔

۲۔حدیث کے علاوہ دیگر علوم مثلاً سوانح حواشی' اصول فقہ اور فقہ وغیرہ۔

شیخ نے اپنی آپ بیتی میں اپنی تراسی (۸۳) تالیفات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:۔میرے انداز میں پچیس تیس ابھی اور بھی ہیں۔(۷۰)

۔ ان میں حدیث پر۳۸ کتب ہیں۔۔ اسماء الرجال پر تین کتب ہیں اور

۔ اصول حدیث پر ایک۔اس طرح حدیث اور اس کے متعلقہ موضوع پر بیالس۴۲ کتب شیخ نے تالیف کی ہیں۔شیخ کی غیر مطبوعہ تالیفات کی فہرست درج ذیل ہے:۔(۷۱)

نمبرشمار	نام کتاب	نمبرشمار	نام کتاب
۱۔	شرح الفیہ اردو (۳۲) ۱۸ شعبان ۲۹ھ	۲۔	ردوشرح سلم مولنا عبدالوحید صاحب کی سلم کی تقریر ۳۲ھ
۳۔	ااضافہ بحراشکال اقلیدس (۷۲) س ۳۲ھ	۴۔	تقریر مشکوۃ ۴۱ھ
۵۔	تقاریر کتب حدیث (صرف نسائی مکمل ہے باقی غیر مکمل ومرتب) ۶۔۵۔۴۔۳۳ھ	۶۔	مشائخ چشتیہ ۳۵ھ
۷	احوال مظاہر علوم ۳۵ھ	۸	تلخیص البذل ۳۵ھ
۹۔	شذرات الحدیث ۳۵ھ ومابعد	۱۰۔	حواشی بذل المجہود ۴۵ھ تا ۸۸ھ
۱۱۔	شرح عربی جزری سن ندارد	۱۲۔	رسالہ دراحوال قراء سبعہ (البدور مع نجومہم الاربعۃ عشر) سن ندارد
۱۳۔	قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم ۵۰ھ	۱۴۔	مقدمات کتب حدیث ۴۶ھ تا ۵۶ھ

۱۵۔ اصول حدیث علی مذہب الحنفیہ ۔۸ جمادی الاول ۴۲ھ آغاز ۱۰ جمادی الاول ۴۲ھ تکمیل

۱۶۔ الوقائع والدہور (جلد نمبر ا زمانہ رسالت کے واقعات۔ ج ۲ خلفاء راشدین ج ۳ خلفاء راشدین کے بعد۔ ۲۵ محرم ۴۲ھ آغاز ۸۸ھ تک جاری

۱۷۔ جزء المعراج ۔سن ندارد

۱۸۔ جزء وفات النبی ﷺ ۔سن ندارد۔

۱۹۔ جزء افضل الاعمال ۔سن ندارد

۲۰۔ جزء روایات الاستحاضہ ۔سن ندارد۔

۲۱۔ جزء رفع الیدین ۔سن ندارد

۲۲۔ جزء الاعمال بالنیات ۔سن ندارد۔

۲۳۔ جزء اختلافات الصلوۃ ۔سن ندارد۔

۲۴۔ جزء المبھمات فی الاسانید والرواۃ ۔سن ندارد۔

۲۵۔ حواشی وذیل التہذیب ۔سن ندارد۔

۲۶۔ حواشی مسلسلات ۔سن ۴۶ھ تا ۸۰ھ۔

۲۷۔ رجال مسلسلات ۔سن ندارد۔

۲۸۔ جزء مکفرات الذنوب ۔سن ندارد۔

۲۹۔ جزء ملتقط المرقاۃ ۔۲۹ ذی الحج ۴۱ھ۔

۳۰۔ جزء ملتقط الرواۃ عن المرقاۃ ۔ ذی قعدہ ۴۱ آغاز جزء ا۔ ۴۱ھ مکمل۔

۳۱۔ معجم المسند للامام احمد ۔سن ندارد۔

۳۲۔ جزء المناط ۔سن ندارد۔

۳۳۔ جزء صلوۃ الخوف ۔سن ندارد۔

۳۴۔ جزء صلوۃ الاستسقاء ۔سن ندارد۔

۳۵۔ جزء صلوۃ الکسوف ۔سن ندارد۔

۳۶۔ جزء ما قال المحدثون فی الامام اعظم ۔ سن ندارد ۔سن ندارد

۳۷۔ جزء تخریج حدیث عائشہ فی قصۃ بریرہ ۔سن ندارد۔

۳۸۔ جزء مایشکل علی الجارحین سن ندارد۔

۳۹۔ جزء الجہاد ۔سن ندارد

۴۰۔ جزء الحجۃ ﷺ

۴۱۔ اولیات القیامہ

۴۲۔ جامع الروایات والاجزاء (اس میں صحاح ستہ، موطئین، طحاوی، حاکم اور بیہقی وغیرہ کے اطراف جمع کیے۔

۴۳۔ معجم رجال تذکرۃ الحفاظ للذہبی

۴۴۔ تبویب تاویل مختلف الاحادیث لابن قطیبہ۔

۴۵۔	تبویب مشکل الآثار	۴۶۔	معجم الصحابۃ التی اخرج عنہم ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ۔
۴۷۔	تبویب احکام القرآن للجصاص	۴۸۔	
۴۹۔	المؤلفین والمولفات	۵۰۔	تلخیص المؤلفین والمولفات
۵۱۔	جزء اسباب اختلاف الائمہ	۵۲۔	رسالۃ التقدیر
۵۳۔	سیرت صدیقؓ	۵۴۔	رسالہ فرائد حسینی
۵۵۔	حواشی کلام پاک	۵۶۔	حواشی الاشاعۃ فی اشتراط الساعہ
۵۷۔	حواشی اصول شاشی	۵۸	حواشی ہدایہ
۵۹۔	رسالہ مجدد دین ملت	۶۰۔	جزء امراء المدینہ
۶۱۔	جزء طرق المدینہ	۶۲۔	مشائخ تصوف
۶۳۔	مختصات مشکوۃ	۶۴۔	مشرقی کا اسلام
۶۵۔	میری محسن کتابیں۔	۶۶۔	نظام مظاہر علوم

مذکورہ بالا فہرست کے علاوہ شیخ الحدیث صاحب نے درج ذیل کتب تحریر فرمائی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں اور اہل علم میں متداول ہیں۔:

اردو کتب۔

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
۱۔	خصائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی۔۴۳ھ تا۴۴	۲۔	تحفۃ الاخوان فی بیان تجوید القرآن (مدینہ کے قاری حسن شاعر کی کتاب کا اردو ترجمہ)۔۴۵ھ
۳۔	فضائل قرآن (مولنا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ شاہ یاسین کے حکم پر تحریر کی)۔ذی الحج ۴۸ھ	۴۔	فضائل قرآن (مولنا محمد الیاس کے حکم پر تحریر)۔رمضان ۴۹ھ
۵۔	قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم۔۱۳محرم ۵۰ھ	۶۔	فضائل تبلیغ۔۵صفر ۵۰ھ
۷۔	فضائل نماز۔۷محرم ۵۸ھ	۸۔	فضائل ذکر۔۲۶شوال ۵۸

۹۔ فضائل حج ۔۳شوال ۶۶-۶۷ھ
۱۰۔ فضائل صدقات ۔۲۲صفر ۶۸ھ
۱۱۔ فضائل درود۔۲۵ رمضان المبارک ۸۴ھ۔۶ذی الحج ۸۴
۱۲۔ حکایات صحابہ۔۱۳شوال ۵۷ھ
۱۳۔ اسلامی سیاست (الاعتدال فی مراتب الرجال)۔شعبان ۵۷ھ
۱۴۔ رسالہ سٹرائک ۔۱۲ربیع الاول ۸۸ھ۔۱۵ربیع الاول ۸۸
۱۵۔ آپ بیتی (۷ حصے)۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۱۶۔ فضائل تجارت ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۱۷۔ موت کی یاد۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۱۸۔ تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۱۹۔ کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۰۔ اکابر کا رمضان ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۱۔ خوان خلیل۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۲۔ مکتوبات تصوف ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۳۔ مکتوبات علمیہ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۴۔ اکابر کا سلوک احسان ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۵۔ داڑھی کا وجوب۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۶۔ فضائل زبان عربی۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۷۔ اختلاف الائمہ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۸۔ تکملہ الاعتدال ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۲۹۔ اکابر کا تقوی۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۳۰۔ آداب الحرمین ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۳۱۔ وصایا امام ابوحنیفہ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۳۲۔ شریعت وطریقت ۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۳۳۔ اکابر علماء دیوبند۔سن طبع ۱۵ربیع الاول ۸۸
۳۴۔ تقریر بخاری (اردو)۔سن طبع ۱۵ ربیع الاول ۸۸۔۱۹۸۳ء

مطبوعہ عربی تصانیف۔(اس میں ہم نے شیخ کے سنہ تحریر کا لحاظ رکھا ہے)

۱۔	**حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ**	۴۱ھ	**شعبان ۹۰ھ**
۲۔	اوجز المسالک الی موطا امام مالک	یکم ربیع الاول ۴۵ میں مسجد نبوی سے آغاز ۲۸ذی الحج ۵۷ھ	شعبان ۹۱'چھ جلدیں' قاہرہ 'مصر۔

۳۔	الکوکب الدری علی جامع الترمذی	ج ا ربیع الاول ۵۲ھ ج ۲ رجب ۵۳ھ	پہلے انڈیا سے ۲ جلدوں میں پھر ۴ جلدوں میں طبع ہوئی۔
۴۔	لامع الدراری علی جامع البخاری	۷ محرم ۶۷ آغاز ھ ۱۰ ربیع الاول ۸۸ھ تکمیل	پہلے انڈیا سے ۳ پھر پاکستان سے ۱۰ جلدوں میں طبع ہوئی۔
۵۔	الابواب والتراجم للبخاری		انڈیا سے ۳ جلدوں میں طبع ہوئی۔ پھر مطابع الرشید مدینہ منورہ سے طبع ہوئی۔

ابواب وتراجم بخاری حضرت شیخ الحدیث کی نظر میں۔

صحیح بخاری کی مجموعی ترتیب میں لطائف وقائق اور کتب کی ترتیب اور پھران کی آپس میں مناسبت۔اور کتاب کے ذیلی ابواب اور اس کی حسن ترتیب۔اور پھر ابواب کی کتاب سے مناسبت اور ابواب میں مذکور احادیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اور مکرر ابواب کی حکمت۔اور باب کے انعقاد کی وجہ اور باب سے امام بخاری کی غرض/اغراض اور ابواب بلا ترجمہ۔اور ابواب بغیر احادیث۔مذکورہ بالا امور کے علاوہ متعدد چیزیں محدثین وشرح بخاری کی دلچسپی کا موضوع رہی ہیں۔

ہم نے مذکورہ بالا موضوعات کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث کا موقف ان کی کتاب ''الابواب والتراجم بخاری'' اور تقریر بخاری اردو اور ''لامع الدراری علی جامع البخاری'' سے ذکر کیا ہے مثلاً

لطائف ودقائق صحیح بخاری:

مولنا محمد زکریا نے صحیح بخاری میں موجود ان لطائف ودقائق کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی رائے ذکر کی ہے۔اور اس کے بعد ان لطائف کے بارے میں پنی رائے بیان کی ہے۔چنانچہ

۱۔ باب بدءلوحی۔۔الخ کے اختتام پر حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ:

''حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کی تیرہویں جلد کے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ جس طرح بخاری شریف کے اندر مختلف باریکیاں اور دقائق ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ ہر کتاب کے ختم پر امام بخاری ایسا لفظ کہتے ہیں جس سے کتاب کے ختم پر اشارہ ہو'(۷۳) جیسے یہاں ''فکان ذلک آخر شان ھرقل' سے آخر کتاب کی طرف اشارہ کر دیا۔

۔۔۔۔میرے نزدیک امام بخاری کا مقصود کتاب کے ختم کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ تم لوگوں کے اختتام کی طرف متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔یعنی ''اکثر واذکر ھاذم اللذات'' تو ایسے ہی یہاں بھی آخر شان ھرقل' سے متنبہ کر دیا کہ اس کا انجام تو یہ ہوا کہ یا جنت میں ہے یا دوزخ۔تم اپنے انجام کو سوچو اور اپنی شان آخر کا خیال کرو موت کو یاد کرو کہ وہ آنے والی ہے لہذا خیرات اختیار کرو'' (۷۴)

۲۔ اسی طرح کتاب الایمان کے آخر میں فرمایا ''ثم استغفر و نزل''

''یہاں میرا اور حافظ (ابن حجر) کا معرکہ ہے کہ حافظ کے نزدیک امام بخاری کتاب آخر میں کتاب کے ختم کی طرف اشارہ فرماتے ہیں تو گویا ''ثم استغفر'' سے براعۃ اختتام کے طور پر کتاب کے ختم کی طرف اشارہ فرمایا کہ جب ممبر سے اتر آئے تو جو کچھ کہہ رہے تھے وہ ختم ہوا اور میرے نزدیک کتاب کے اختتام طرف اشارہ نہیں فرمایا بلکہ تیرے اختتام اور موت کی طرف اشارہ ہے۔(۷۵)

اسی طرح کتاب العلم (۷۶) اور کتاب الوضوء (۷۷) اور کتاب الغسل (۷۸) اور کتاب التیمم (۷۹) اور کتاب الصلوۃ (۸۰) اور کتاب المواقیت (۸۱) اور باب الاستئذان (۸۲) میں اپنی الگ رائے ذکر کی ہے۔

حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت:

امام بخاری کے یہاں حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔تو بعض جگہ یہ مناسبت بالکل ظاہر ہوتی ہے۔وہاں تو کوئی مشکل نہیں ہے اور بعض جگہ اس کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔حضرت شیخ ایسے مواقع پر متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔مثال کے طور پر صحیح بخاری کے پہلے باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت کے بارے میں تین اقوال نقل کر کے اپنی رائے ذکر کی ہے۔

۱۔ ''بعض کی رائے یہ ہے کہ ''واجود ما یکون فی رمضان'' میں لفظ رمضان سے ترجمہ ثابت ہے اس لئے کہ تم نور الانوار'' میں پڑھ چکے ہو کہ قرآن پاک سماء دنیا پر رمضان میں نازل ہوا تو اس لفظ رمضان میں کیفیت بدو وحی کی طرف اشاہ ہے اس لئے کہ سب سے پہلے جو وحی کی بداءت کی کیفیت ہے وہ یہ ہے کہ رمضان میں پورا لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا یعنی بدء زبانی کی طرف اشارہ ہے''۔

۲۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ترجمہ ''لقاء'' سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ ''لقاء'' اپنے عموم کی وجہ سے لقاء بوقت ابتداء وحی کو بھی شامل ہے۔

۳۔ اور حضرت شیخ الهندؒ (مولنا محمود الحسن) کے یہاں ''باب کا مقصد عظمت وحی کو بیان کرنا ہے۔لہذا حضرت فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو باب سے مناسبت یہ ہے کہ وحی (قرآن) کی عظمت یہ بتلائی ہے کہ اس کا دور حضرت جبرائیلؑ حضورﷺ کے ساتھ کرتے تھے بس یہ مدارستہ ہی عظمت کے لئے کافی ہے''۔

۴۔ باب کی غرض ان اوصاف جلیہ عالیہ کو ذکر کرنا ہے۔جونزول وحی کا سبب ہیں حدیث میں تین مراتب ''جوذ'' کے بیان کے گئے ہیں۔(ا۔اجود الناس ۲۔اجود ما یکون فی رمضان۔۳۔حین یلقاہ جبرئیلؑ۔) تو مقصد یہ ہے کہ وہ صفات عالیہ ہیں جن پر نزول وحی مرتب ہوئی۔(۸۳) اسی طرح اس باب کی آخری ''حدیث ہرقل'' کی باب سے مناسبت کے بارے میں چار اقوال نقل کیے ہیں۔(۸۴)

تکرار ترجمہ۔

صحیح بخاری میں جہاں امام بخاری نے استنباط مسائل کی وجہ سے متعدد روایات مکرر کا ذکر فرمایا ہے۔اس وجہ سے بعض ابواب بھی مکرر بار ذکر کئے ہیں۔(۸۵)

ان مکرر ابواب وتراجم کی شرح بھی شراح بخاری کے نزدیک ایک اہم مسئلہ ہے حضرت نے صحیح بخاری کے ان ابواب کی شرح میں دیگر شراح کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے اور ساتھ اپنی منفرد رائے بھی ذکر کی ہے مثلاً:

''کتاب الایمان'' کے ''باب زیادۃ الایمان'' کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یہ باب ایک مرتبہ تو کتاب الایمان'' کے شروع میں ''بنی الاسلام علی خمس کے اندر آیا تھا اور دوسری مرتبہ باب تفاعل اہل الایمان فی الاعمال میں آیا ہے۔اور تیسری مرتبہ یہاں۔اس باب میں۔۔آیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی جگہ فعل کا لفظ تھا اور یہاں مصدر ہے اور اصول موضوعہ میں سے ہے کہ لفظ بدل جانے سے جبکہ مقصود میں کوئی فرق ظاہر نہ ہو ختم نہیں ہوتا چنانچہ یہاں الفاظ اگرچہ بدل گئے مگر مقصود وہی اثبات زیادہ ونقصان ہے لہذا ترجمہ میں تکرار ہے''۔

بعض حضرات نے اس کی توجیہ یہ فرمائی ہے کہ ''کتاب الایمان'' کے شروع میں جو زیادتی ونقصان کو ثابت کیا گیا ہے وہ باعتبار اجزاء ایمانیہ کے لئے ہے۔کیونکہ ان تراجم سے امام بخاری کا مقصود ایمان کی ترکیب کو ثابت کرنا ہے۔اور ترکیب اجزاء کو چاہتے ہیں لہذا وہاں پہلے مقام پر تو ایمان کے نقصان کو باعتبار اجزاء اور کمیت کے بتلایا ہے۔اور یہاں کیفیت کے اعتبار سے بیان کرنا مقصود ہے اور یہی میرے نزدیک راجح ہے''۔

''مگر بعض شائخ کی رائے جس کو ''لامع'' (۸۶) میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔اور حضرت شیخ الهند نے اپنے تراجم میں اس کو اختیار کیا ہے یہ کہ زیادتی وکمی باعتبار اجزاء اعمال کے تھی یعنی اعمال اجزاء کثیر پر مشتمل ہیں اب

جو پورے اعمال کرے گا وہ زیادہ کو حاصل کرلے گا اور جو ان میں سے کم کرے گا اس کے یہاں نقصان ہوگا اور یہاں مومن بہ کی کمی وزیادتی کو بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ اعمال ایک دم نازل نہیں ہوئے بلکہ آہستہ آہستہ نازل ہوئے ہیں مثلاً معراج میں نماز کی فرضیت اور یکے بعد دیگرے دوسرے فرائض کی فرضیت نازل ہوئی تو جس طرح احکامات نازل ہوتے رہے مومن بہ میں زیادتی ہوتی رہی۔(۸۷)اسی طرح کتاب الایمان (۸۸)اور کتاب العلم کا پہلا باب فضل العلم(۸۹)اور بخاری کے ص:۱۸پر باب فضل العلم(۹۰) میں تکرار کے بارے میں اپنا موقف ذکر کیا ہے۔

الابواب والتراجم للبخاری:

امام کی کتاب صحیح بخاری کی دیگر کتب حدیث پر فضیلت کی اہم وجہ اس کے ابواب وتراجم ہیں جو امام بخاری کی عظمت شان، جلالت قدر، جودت طبع، ذہن رسا، دقیقہ سنجی، نکتہ آفرینی، بالغ نظری، کثرت استحضار، وفور علم تفقہ واجتہاد اور استخراج واستنباط کا حیرت انگیز نمونہ ہیں اسی وجہ سے سب محدثین کا اتفاق ہے کہ امام بخاری کی ساری فقہ یا اس کا سارا کمال اس کے تراجم میں ہے(۹۱)اسی وجہ سے متعدد اہل علم نے صرف امام بخاری کے تراجم ابواب کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔(۹۲)بیان کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

۱۔ برصغیر میں اس موضوع پر سب سے اہم کتاب شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ہے(۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) جو ”شرح تراجم البخاری کے نام سے موسوم ہے(۹۳)

۲۔ اس طرح شیخ الھند مولانا محمود الحسن صاحب نے اردو میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔اس میں انہوں نے تراجم للبخاری کے پندرہ(۱۵)اصول ذکر کئے ہیں۔یہ رسالہ نامکمل ہے۔یہ صرف کتاب العلم کے اختتام تک ہے۔(۹۴)

حضرت شیخ نے نصف صدی کا طویل عرصہ صحیح بخاری کے مطالعہ اور درس وتدریس میں گزارا اس لئے اس کے مباحث پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔صحیح بخاری کے تراجم ابواب ان کی خاص دلچسپی کا موضوع تھا(۹۵)

انہوں نے ان تراجم ابواب پر غور وفکر کے بعد اپنی تحقیق ومطالعہ کے نتائج کو سپرد قلم کیا۔

یہ کتاب تین جلدوں میں ھندوستان سے شائع ہوئی تھی اور بعد میں مطابع الرشید، مدینہ منورہ سے طبع ہوئی ہے

اس کے شروع میں ابواب وتراجم کے متعلق بڑے اہم اصول تحریر کئے گئے ہیں۔اس لئے ان کو علیحدہ جلد میں پہلے شائع کیا گیا ہے۔یہ چار حصوں میں منقسم ہے۔

۱۔ پہلے حصے میں صحیح بخاری کے تراجم کی اہمیت اور ان پر لکھی جانے والی کتابوں کا تذکرہ ہے۔

۲۔ دوسرے حصہ میں ان مجمل اصول وقواعد کا ذکر ہے۔جو صحیح بخاری سے متعلق دیگر کتابوں اور شرحوں میں

تراجم کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ تیسرا حصہ اسی کی تفصیل ہے اس میں ترتیب سے ستر اصولوں کی تشریح وتوضیح کی گئی ہے ان میں سے پندرہ اصول شاہ ولی اللہؒ کے اور پندرہ شیخ الھند صاحبؒ کے اور باقی چالیس اصول دیگر کتب شروح (۹۶) اور شیخ کی اپنی تحقیق ودریافت ہے یہ اصول شیخ نے اپنی کتاب: لامع الداری' کے مقدمے میں بھی ذکر کئے ہیں۔(۹۷)

۴۔ چوتھے حصے میں ان اقوال کا جواب دیا گیا ہے جو ابواب وتراجم کی عدم مناسبت کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں۔

آخر میں ان ابواب وتراجم کا جدول دیا گیا ہے۔جن میں مسند حدیثیں درج نہیں ہیں یہ جدول شیخ الھند کے رسالہ تراجم سے ماخوذ اور حسب ذیل چار نوعیّتوں کا ہے۔

۱۔ وہ ابواب وتراجم جو گو مسند حدیثوں سے خالی ہیں مگر ان میں کوئی آیت' حدیث' اثر یا سلف کا قول موجود ہے۔

۲۔ وہ ترجمے جن میں نہ مسند روایت ہی ہے اور نہ کوئی آیت' وحدیث وغیرہ مگر نفس آیات ان کے ابواب کا عنوان ہے۔(۹۸)

۳۔ ایسے تراجم جو مسند روایتوں سے بھی خالی ہیں اور ان میں کوئی حدیث واثر اور آیت بھی درج نہیں ہے بلکہ مصنف نے ان کا ترجمہ اپنے قول کو بنایا ہے۔

۴۔ وہ ابواب جو بلاترجمہ ہیں: راقم کی تحقیق وجستجو کے مطابق پوری صحیح بخاری میں ۲۹۶۸ ابواب ہیں۔ان میں ۱۹۳ ابواب بلاترجمہ ہیں(۹۹)

شیخ الحدیث صاحب نے صحیح بخاری کے ایسے تمام ابواب بلاترجمہ کے بارے میں دیگر محدثین۔خاص طور پر حافظ ابن حجر عسقلانی' شاہ ولی االلہ اور شیخ الھند مولنا محمود الحسن کی رائے ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے مثلاً۱۔ کتاب الایمان کے باب علامہ الایمان حب الانصار کے بعد والے باب (بلاترجمہ) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔

یہ باب بلا ترجمہ ہے اور شراح حضرات باب بلا ترجمہ کی مختلف توجیھات فرماتے ہیں۔ان کی چھ وجوہات مقدمہ لامع'۔اور راوی میں بیان کر چکا ہوں۔اور وہ مختلف اصول کے تحت مذکور ہیں۔یعنی اصل نمبر ۲۰' ۲۵' ۲۶' ۳۷' ۵۷۔ان میں سب سے مشہور وجہ یہ ہے کہ امام بخاری باب بلاترجمہ وہاں لاتے ہیں جہاں اس کو باب سابق سے فی الجملہ مناسبت ہو اور فی الجملہ تفارق ہو۔چنانچہ اس باب بلاترجمہ میں جو حدیث آرہی ہے اس کا تعلق فی الجملہ تو پہلے باب سے یہ ہے کہ جیسے وہاں انصار کا ذکر ہے ایسے ہی اس حدیث میں بھی انصار کے کچھ حالات

بیان کردئے گئے ہیں۔لیکن یہ فی الجملہ مناسبت نہیں کیونکہ پہلے باب میں انصار کی محبت کا ذکر ہے لیکن اس باب میں حب الانصار من علامۃ الایمان کا کچھ ذکر نہیں''۔

۔۔۔میرے نزدیک مناسبت یہ ہے کہ باب سابق میں یہ ذکر فرمایا تھا کہ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے۔اب اس پر تنبیہ کرنے کے واسطے کہ آخر وہ کیا بات ہے کہ جس کی وجہ سے انصار کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے باب بلا ترجمہ باندھ کر بتلادیا کہ انصار سے محبت ایمان کی علامت اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ابتداء اسلام میں مدد فرمائی اور اس کی اشاعت کی اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ موافقت کی۔اور قاعدہ یہ ہے کہ جو آدمی مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔اس کو زیادہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔بہ نسبت اوروں کے''۔

حضرت شیخ الھند فرماتے ہیں کہ امام بخاری کبھی کبھی باب بلا ترجمہ تشحیذ اذہان (ذہنوں کا تیز کرنا) کے واسطے لاتے ہیں۔۔۔اور ناظر کو اس بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ''وہ روایت دیکھ کر کوئی ترجمہ اس کے مناسبت منعقد کرے۔۔۔چنانچہ اس کا ترجمہ ''باب اجتناب الکبار علامۃ الایمان'' یا باب اجتناب المعاصی فی الایمان'' ہوسکتا ہے

نیز یہ کہ امام بخاری نے سابقہ ابواب کے اندر مرجۂ فرمایا ہے لیکن اس باب سے مرجۂ پر رد اور خوارج دونوں پر رہے تو تمایز کے لئے باب بلا ترجمہ کے ذکر فرمادیا خوارج پر رد'ان شاء عفاعنہ' سے کیا کہ وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ معافی ہوسکتی ہے۔اور مرجۂ پر پورد''ان شاء فیہ'' سے فرمادیا کہ اعمال نہ کرنے کی صورت میں عذاب دے سکتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے باب بلا ترجمہ کو''حاء'' تحویل کے معنی میں لکھا ہے۔لیکن مجھے (شیخ کو) ساری بخاری میں سوائے ایک جگہ کے کوئی باب حا تحویل کے معنی میں نہیں ملا جس کو شاہ صاحب نے خود ذکر کیا ہے۔اور حافظ وغیرہ کے نسخے میں وہاں باب ہی نہیں''

اور بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ گاہے باب بلا ترجمہ اختلاف طرق کے واسطے بھی پیش فرماتے ہیں۔

میں (شیخ فرماتے ہیں) کہتا ہوں کہ امام بخاری باب بلا ترجمہ رجوع الی الاصل کے لئے ذکر فرماتے ہیں۔(۱۰۰)۔اسی طرح کتاب الوضوء(۱۰۱)اور کتاب الغسل (۱۰۲)میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

معرکۃ الآرا مسائل:

اس طرح شیخ نے متعدد معرکہ آراء مسائل میں مختلف احادیث میں جمع وتطبیق اور اصلاحی معنوں میں تاویل وتوثیق اور علماء وآئمہ کرام کے مختلف اقوال میں توجیہ وتعلیل کی پوری کوشش کی ہے۔مثال کے طور پر کتاب مواقیت الصلوۃ'' کے باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ رفع الدین کی بحث ہے جس کو معرکہ الآ راء مسائل میں سمجھا جاتا ہے' مگر میری طبیعت اس میں لگتی نہیں اس لئے کہ تم اپنے اساتذہ کے یہاں سنتے چلے آئے ہو وہی بحثیں بار بار کیا کریں طبیعت تو تراجم میں لگتی ہے نیز اس میں دو تین دن خرچ کرو اور پھر حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا اور اصل وجہ یہ ہے کہ میں نے ۱۳۴۰ھ میں جب مشکوۃ پڑھائی تو میں نے مسائل مختلف فیہا تلاش کئے اس میں مجھے صرف چار رکعات میں دو سو سے زائد اختلافات ملے اور وہ سارے اس سلسلے میں تھے کہ۔

۱۔ فلاں چیز فلاں امام کے ہاں اولی ہے۔ اور فلاں کے یہاں نہیں ۔۲۔ اور یہ چیز ان کے یہاں مستحب ہے اور ان کے یہاں مستحب نہیں۔

۳۔ اور ایک چیز ایک کے یہاں سنت ہے تو دوسرے کے یہاں مسنون نہیں۔ انہی میں سے:۔

۱۔ رفع یدین ہے۔۲۔ آمین بالجھر ہے۔۳۔ فاتحہ خلف الامام ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ ان ہی چند مسائل کی کیا خصوصیت ہے اور باقی کے متعلق کیوں کلام نہیں کرتے؟ کیا وجہ ہے کہ یہی مسائل معرکۃ الآ را بن گئے؟

سنو! اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ نااہلوں کے ہاتھ میں آ گیا علامات قیامت کی احادیث میں ایک حدیث ہے "اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ" "ہمارے اکابرین سے بعض نے اس کا یہ مطلب بتلایا ہے کہ وہ ہر شئی جو کسی نااہل کی زیر نگرانی آ جائے' بس اس کی قیامت آ گئی۔ اسی طرح یہاں بھی' جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اور مسائل کی بھی حیثیت یہی ہے۔ اور جہاں تک اختلاف ائمہ کا تعلق ہے تو یہ اللہ کی مہربانی اور رحمت ہے ان آئمہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اصول مستنبط کئے ہیں اور استنباط میں اختلاف ہوتا ہی ہے۔ جو روایت اصول کے خلاف ملے اس کا جواب دیدیا اور تاویل کردی"

"اصل یہ ہے کہ ائمہ کے درمیان ہونے والا جھگڑا جھگڑا ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو تو لوگ جھگڑا سمجھتے ہیں۔ جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے میں یہی بیان کردوں گا" اور خلاصہ اس کا صرف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مختلف روایات وارد ہیں جن کو ائمہ کرام نے اپنے اپنے اصول کے موافق بعض کو بعض پر ترجیح دی' اور وہ اصول بھی مسلم' اور روایات کی صحت بھی مسلم ان میں کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں اختلاف صرف ترجیح میں ہے مثلاً یہی رفع الدین ہے اس میں بہت سے مسائل مختلف فیہ ہیں۔ اصول کے ماتحت ہوکر۔ چنانچہ اس کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ہے

۱۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اقتدار میں واجب ہے ۔۲۔اس کے برخلاف بعض مالکیہ سے بدعت نقل کیا گیا ہے۔۳۔اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔

۲۔ نیز ایک اختلاف اس میں یہ ہے کہ رفع یدین کہاں کہاں ہوگا؟ یہی وہ اختلاف ہے جو معرکۃ الآ راء ہے۔

۳۔ ۔۔۔نیز یہ کہ رفع یدین کب کرے؟

کب کرے کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں کو تکبیر کے ساتھ اٹھائے یا بعد میں یا پہلے اس میں علماء کے تینوں قول ہیں۔

۱۔ ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک مقارنت ہے اور یہی امام بخاری کی رائے ہے۔

۲۔ اور طرفین یعنی امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اولاً رفع کرے پھر تکبیر کہے۔اور اس اختلاف کی اصل وجہ اختلاف مناط ہے۔

۱۔ ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک مناط اعلام اہم ہے اس لئے متعارف ہونی چاہئے۔

۲۔ اور طرفین کے نزدیک مناط یہ ہے کہ رفع نفی کے لئے ہے اور اللہ اکبر اثبات ہے اور لا الہ الا اللہ میں نفی اثبات پر مقدم ہے تو یہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔

۳۔ اور بعضوں کے نزدیک اولاً تکبیر ہوگی پھر رفع ۔۴۔نیز یہ کہ کہاں تک رفع کرے؟۱۔احناف کے نزدیک اذنین تک ہوگا۔

۲۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منکبین تک۔

۳۔ مالکیہ کا ایک قول منکبین کا ہے۔۴۔ امام احمد بن حنبل سے تخییر منقول ہے۔

۵۔ امام شافعی سے ملا علی قاری وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اس طرح اٹھائے کہ کفین منکبین کے مقابل ہیں اور ابھامین شحمتین کے مقابل اور انگلیاں فروع اذنیں کے مقابل ہوں اس صورت میں کوئی اختلاف ہی نہیں رہا۔

۶۔ مالکیہ کا ایک قول یہ ہے کہ پہلا رفع (تکبیر تحریمہ والا) منکبین تک ۔اور اس کے علاوہ اس سے کم ہوں گے ثدیین تک۔(یہ چار اختلاف ہوگئے)۔

۵۔ نیز یہ کہ عورت و مرد میں رفع کے بارے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟(۱۰۳)

شیخ نے ہاتھ باندھنے تک آٹھ اختلافات کا ذکر کیا ہے۔اور اس کے بعد اس رفع کی حکمت اور کب اور کتنی بار ہوگا؟ اور آٹھ صفحات پر اس مفصل بحث کو دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مشکلات بخاری شیخ الحدیث کی نظر:

صحیح بخاری کے متعدد ابواب ایسے ہیں کہ جن کو محدثین نے مشکلات صحیح بخاری میں شمار کیا ہے اور محدثین کی ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے ان ابواب واحادیث کی مختلف توجیہات کی ہیں لیکن شیخ ان محدثین کی آراء سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ ایسے مقدمات پر اس مشکل کی ایسی مختصر اور جامع تشریح فرماتے ہیں کہ اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی تھی ہی نہیں۔

مثال کے طور پر کتاب الصلوۃ ''کے'' باب ھل ینشن قبور مشرکی الجاھلیۃ'' میں شیخ نے لکھا ہے: ھذہ الترجمۃ واشباھا من مشکلات التراجم''۔(۱۰۴)

اس ترجمہ کے مشکل ہونے کی متعدد وجوہات ہیں:۔

۱۔ ایک یہ کہ اس میں لفظ ''ھل'' کس معنی میں ہے؟ ۲۔ دوسرے یہ کہ اگر مسجد بنانے کی ضرورت ہو تو مشرکین کی قبور کا نبش کیا جائے گا؟

۳۔ تیسرے یہ کہ ''ما یکرہ من الصلوۃ فی القبور'' ترجمہ کا جزء ہے اور باب کے تحت داخل ہے یا نہیں؟

ان سوالات کے جوابات یہ ہیں:

۱۔ یہاں تمام شراح حدیث کے نزدیک ''ھل'' اپنے اصل معنی میں نہیں بلکہ قد کے معنی میں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت میں مسجد نبویؐ کے بنانے کا ذکر ہے اور اس میں تصریح ہے کہ قبور مشرکین کا نبش کیا گیا تھا پھر ''ھل'' کو اپنے اصل معنی (استفہام) میں لینا غلط ہے۔ اس لئے یہ ''قد'' کے معنی میں ہے۔

۲۔ ''لعن اللہ الیھو د'' اس سے استدلال اس طرح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے تو مشرکین کا کیا حال ہو گا لہذا اگر وہاں مسجد بنانے کی ضرورت ہو تو مشرکین کی قبور کا نبش کیا جائے گا۔ (اس پر مختصر بات آگے بھی آ رہی ہے)۔

۳۔ تمام شراح نے ''ما یکرہ'' کا عطف ''ھل نیشن'' پر کیا ہے اور اس کو ترجمہ کا مستقل جزء بنایا ہے اور اس اس کو باب کے تحت داخل کیا ہے۔ اور اس پر عطف کا نشان بھی لگا ہوا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ''کراھۃ الصلوۃ فی المقابرؒ کی امام بخاری نے کوئی روایت ذکر نہیں فرمائی؟

شراح اس کا جواب یہ ہے کہ اثر انس بن مالک پر اکتفا کیا ہے اور حضرت انس کے اثر سے استدلال یوں ہے کہ ''حضرت عمرؓ نے قبور کے پاس نماز پڑھنے پر ٹوکا۔ اور اعادہ کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ مکروہ تو ہے لیکن نماز

ہو جائے گی (کیونکہ) اگر نماز صیح نہ ہوئی تو اعادہ کا حکم فرماتے‘‘۔

اب اشکال یہ ہے کہ امام بخاری اس کے بعد ایک باب مستقل ’’باب کراہیۃ الصلوۃ فی المقابر‘‘ منعقد فرمارہے ہیں لہذا تکرار چیسہ ہوگیا اور یہ بات اصول میں معلوم ہوچکی ہے اگر تراجم کی غرض ایک ہو اور الفاظ بدل جائیں تو یہ تکرار ہوگا اور اگر الفاظ ایک ہوں لیکن غرض الگ الگ ہوں تو یہ تکرار نہیں ہوگا لیکن یہاں تو دونوں بابوں (ابواب) کی غرض ایک ہی ہے۔

شراح نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں کا باب تبعاً ہے اور آنے والا باغ قصداً ہے۔مگر میرے نزدیک اس پر اشکال یہ ہے کہ قصد و تبع کہنے کی ضرورت تو اس وقت پیش آتی ہے جب کہ کوئی اور صورت نہ ہوتی ۔اور یہاں اس کے علاوہ ایک صورت اور ہے اور وہ یہ کہ:’’میرے نزدیک ’’ھل‘‘ اپنے اصلی معنی میں ہے ۔اور مطلب یہ ہے کہ قبور مشرکین جاہلیہ کا نبش کر دیا جائے اور ان کو مساجد بنادی جائے اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے قبور انبیاء کو مساجد بنانے والوں کو لعنت فرمائی ہے ۔قبور مشرکین کا کیا حال ہوگا ؟اور اس لئے کہ ’’صلوٰۃ وفی المقابر‘‘ مکروہ ہے‘‘۔

تو میرے نزدیک ’’وما یکرہ من الصلوۃ‘‘ ترجمہ کا جز نہیں بلکہ ’’لام‘‘ کے تحت میں داخل ہے ۔اور قول پر عطف ہے ۔اور یہ بھی ایک علت ہے ۔میرے قول کی بناء پر جب یہ ترجمہ میں داخل ہی نہ رہا تو روایت کی ضرورت ہی نہ رہی ۔اسلئے اثر ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ۔اور نہ ہی تکرار رہا۔جس کو دفع کرنے کی بھی کوشش کی جائے‘‘۔

اب یہاں اشکال یہ ہے ’’ھل‘‘ اپنے اصلی معنی میں کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ حالانکہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت نبش قبور مشرکین ہوا‘‘۔شیخ نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ:

’’امام بخاری چند ابواب (چار) کے بعد ’’باب الصلوۃ فی مواضع الخسف والعذ اب‘‘ منعقد فرمائیں گے۔اس میں یہ ہے کہ حضرت علی نے بابل کے اندر موضع عذاب ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنی مکروہ سمجھی تو حضرت علی کی کراھۃ موضع عذاب ہونے کے سبب سے تھی ۔اور جہاں مشرکین مدفون ہوں گے وہ خود موضع عذاب ہے لہذا اس کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ترجمہ میں لفظ ’’ھل‘‘ لے آئے ہیں ۔(۱۰۵)

اسی طرح ان مشکل اور معرکۃ الآ راء تراجم میں ’’باب فضل صلوۃ الفجر والحدیث‘‘ ہے ۔(۱۰۶) اسی طرح ’’باب صلوۃ اللیل‘‘ کے بارے میں شیخ نے لکھا ہے کہ یہ ’’ھذہ الترجمۃ من اصعب التراجم لکونھا فی غیر محلھا‘‘ کیونکہ یہاں تو ابواب صفوف کا بیان ہورہا ہے ۔تو درمیان میں ’’صلوۃ اللیل‘‘ کہاں سے آ گیا؟ حسب عادت یہاں بھی شیخ

نے حافظ ابن حجر اور شاہ ولی اللہ کی توجیہات بیان کی ہیں۔اور فرمایا ہے:

''کوئی جوڑ اس باب کا یہاں نہیں ہے۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:بعض نسخوں میں یہاں پر یہ باب نہیں ہے۔اور اس کا حذف ہی بہتر ہے۔کیونکہ یہاں اس کا کوئی موقع نہیں۔اور فرماتے ہیں کہ:''روایت میں جو صلوۃ اللیل آ رہا ہے' اور وہ کسی کاتب سے مکرر ہوگیا کسی نے یہ سمجھ کر کہ''باب'' کا لفظ ساکت ہوگیا یہاں پر باب بڑھا دیا اور واقع ہوا تھا ستر کی ابتداء میں''۔اور حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:''صلوۃ تہجد فی الجماعۃ' بیان کرنا ہے۔شیخ نے شاہ صاحب کی توجیح کو بہتر قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس سے عدم اتفاق کا عندیہ دیا ہے اور فرمایا:''مگر اشکال یہ ہے کہ صلوۃ تہجد کے ابواب تو مستقل آ رہے ہیں یہاں اس کا موقع نہیں''۔اور یہاں ایک توجیہ ہے جس کو ابن حجر نے رد کر دیا ہے' لیکن میرے نزدیک یہاں وہی توجیہ بہتر ہے۔وہ یہ کہ:''حضرت امام بخاری جب کسی شیئ کے اثبات پر آتے ہیں تو اس کو مختلف طور سے ثابت فرماتے ہیں۔تو حضرت امام بخاری نے اس باب سے یہی مسئلہ سابقہ (جواز الجماعۃ فی النوافل) ثابت فرمایا ہے۔اس طور پر کہ جب تاریکئ شب جو ایک حائل ہے وہ مانع عن الاقتداء نہیں تو اس طرح اور حائل بھی مانع نہ ہوں گے۔آخر حائل میں مانع کیا ہے؟ دونوں برابر ہیں۔جیسے امام اس (حائل) میں مخفی ہوتا ہے ایسے ہی اس (تاریکی شب) میں بھی مخفی ہوتا ہے''۔(۱۰۷)

مذکورہ بالا مثالوں اور ان کے علاوہ شیخ کی صحیح بخاری کے متعلق تحریروں (کتب ثلاثہ) کو پڑھ کر ان کے حدیث سے تعلق' وسعت مطالعہ' تبحر علمی اور قوت استنباط اور بخاری کے حل مشکلات میں ان کے مکمل عبور کا پتہ چلتا ہے۔جس سے ان کے منہج تحقیق کے ساتھ ساتھ خود صحیح بخاری کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ: شیخ کی یہ کتاب دو حصوں میں ہے:

1۔ایک حصے میں آپ ﷺ کے حج۔ 2۔دوسرے حصے میں عمرہ رسول ﷺ کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔پہلے حصے کا زیادہ انحصار ابن قیم کی شہرہ آفاق کتاب''زاد المعاد' پر ہے۔

دوسرا حصہ مواہب لدنیہ اور''تاریخ الخمیس'' سے مستفاد ہے۔

پہلا حصہ: اس حصے میں شیخ ابن قیم کی کتاب سے حج کے بیان کی تخلیص کر کے اس کو متن میں ذکر کیا گیا ہے۔اور اس کی تفصیلات اور دیگر مسائل وروایات کو شرح وحاشیہ میں بیان کیا ہے۔

دوسرے حصے میں درج ذیل امور ذکر کیے ہیں:

۱۔عمرہ کا لغوی وشرعی معنی ۲۔اس کے ارکان ۳۔عمرہ کی شرعی احکام

۴۔رسول اکرم ﷺ کے عمروں کی تعداد اور اس کے متعلق تمام واقعات کی تحقیق، ان کے مستنبط مسائل کی تشریح ،فقہاء کے اقوال، روایات و احادیث اور مؤخین و ارباب سیر کے اختلافات پر فاضلانہ بحث کے علاوہ عمرے کے بارے میں غلط روایات پر مفصل بحث کی ہے۔

بعض جگہ شیخ نے اس میں حدیث ،سیر اور تاریخ کے ضروری اور اہم معلومات کا اضافہ کیا ہے۔اور غیر متعلقہ مباحث کو حذف کر دیا ہے۔اور ساتھ ہی ابن قیم سمیت دیگر اہل علم کے اوہام کا ازالہ کیا ہے۔اور ان کے نظر انداز کردہ واقعات کو بیان کیا ہے۔شیخ نے ابن قیم کے واقعات میں حتی الامکان جمع وتطبیق یا تاویل وتوجیہ کی کوشش کی ہے۔بصورت دیگر دلائل کے ساتھ اپنا موقف بیان کیا ہے۔اور علمی فوائد کے ساتھ کلامی، علمی مباحث بھی ذکر کی ہیں۔

اور سب سے اہم یہ ہے کہ اس میں رجال واسناد، حدیث کے فنی مباحث، روایات کے درجات مرفوع، موقوف اور مسند وغیرہ......کی تعیین کے ساتھ بعض احادیث کے متعلق شبہات واشکالات کے ازالہ کیا گیا ہے۔اور مزید یہ کہ اسماء واماکن کی مکمل تحقیق ،مشکل الفاظ کے معانی، نحوی وصرفی مباحث، عربی زبان کے استعمالات کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

تمام محدثین نے اپنی کتب میں حج اور عمرہ کے عنوان کے تحت احادیث کو جمع کیا ہے۔اس اعتبار سے یہ کتاب بھی شیخ کی خدمتِ حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اور ہر قسم کے رطب ویابس واقعات اور ضعیف روایات سے پاک اور ایک بلند پایہ علمی وتحقیقی شاہکار ہے۔

مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ اس کتاب میں ایک غلطی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مؤلف نے تاریخ تاریخ الخمیس کے حوالہ سے لکھا ہے: ''رسول اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ سے تمام ازواج میں سے آخر میں نکاح کیا۔اور بلا اختلاف سب ازواج میں سے آخر میں ان کا انتقال ہوا''تاریخ الخمیس میں ''بلا خلاف'' کا لفظ نہیں۔ یہ درست ہے کہ میمونہ سے آپ نے سب سے آخر میں نکاح کیا لیکن سب سے آخر میں ان کی وفات صحیح نہیں ہے۔کیونکہ ان کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا۔(۱)اور حضرت عائشہ کا انتقال ۵۸ھ یا ۵۷ھ(۲)اور حضرت ام سلمہ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا۔اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

اوجزالمسالک الی مؤطا امام مالک: شیخ الحدیثؒ نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز یکم ربیع الاول ۱۳۴۵ھ میں مسجد نبوی میں رسول اکرم ﷺ کے قدم مبارک کے پاس بیٹھ کر کیا۔اس وقت شیخ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔تیس سال کے طویل عرصہ میں محنت شاقہ کے بعد ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں چھ ضخیم جلدوں میں مکمل ہوئی۔

یہ کتاب ڈاکٹر تقی الدین ندوی کے بقول: ''حدیث وفقہ کے اعتبار سے مؤطا کی سب سے زیادہ جامع و مفصل شرح ہے۔ یہ انسان کو سینکڑوں شروح وحواشی سے بے نیاز کردیتی ہے۔...... یہ شیخ کی وسعت ومعلومات، رسوخ فی العلم، عمق نظر، وسعت اور صفائی ذہن کی ایک جیتی جاگتی تصویر و روشن دلیل ہے۔ ائمہ مذاہب اور ان کے دلائل کو نہایت مستند مآخذ سے نقل فرمایا ہے۔ ہر امام کا مذہب اسی کی معتمد علیہ کتب سے ماخوذ ہے۔ اور ہر راوی کی مختصر تحقیق کی گئی ہے۔'' یہ کتاب ہندستان، قاہرہ، مصر سے ٦ جلدوں میں چھپ شائع ہوئی ہے۔

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی: شمائل ترمذی اخلاق وشمائل نبوی پر امام ترمذی کی سب سے جامع حدیث کی کتاب ہے۔ شیخ نے اس کا اردو ترجمہ اور تشریح فرمائی ہے۔ اس کے حاشیے پر عربی میں مشکل الفاظ کی شرح ہے۔ یہ کتاب پاکستان، بھارت سے متعدد بار طبع ہوچکی ہے۔

فضائل اعمال: یہ کتاب پہلے ''تبلیغی نصاب'' اور اب فضائل اعمال کے نام شائع ہوئی ہے۔ س میں درج ذیل ہیں:

	۱۔فضائل تبلیغ	۲۔فضائل قرآن	۳۔فضائل نماز	۴۔فضائل رمضان	۵۔فضائل ذکر
تعداد احادیث:	۲۳	۴۷	۴۰	۲۱	۱۳۰

ان کی کل تعداد دوسو اکسٹھ ہے شیخ نے ان احادیث کا ترجمہ، تشریح اور بعض کی مختصر اور بعض کی مفصل تخریج کی ہے۔ تاہم روایت درروایت کے لحاظ سے اس کتاب پر تحقیق کی بڑی گنجائش ہے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کتاب کے تراجم ہوچکے ہیں۔ اور متعدد بار طبع ہوچکی ہے۔

الکوکب الدری علی جامع الترمذی: مولانا محمد زکریا کے والد مولانا محمد یحی صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کی جامع ترمذی کی تقریر (عربی میں) قلم بند کی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث نے اس پر بہت سے گرانقدر اضافے کیے اور اس پر عالمانہ حاشیہ تحریر کیا اور اس کو ایک مستقل کتاب کی شکل میں مذکورہ بالا نام سے مرتب کیا۔ یہ کتاب ۱۳۵۰ھ میں مکتبہ یحیویہ، سہارنپور، یوپی ہند سے میں طبع ہوچکی ہے۔

بلاشبہ شیخ نے خدمت حدیث کے بارے میں گرانقدر کتب سپرد قلم کی ہیں۔ اور ان سے ہر کتاب علمی لحاظ سے اس قابل ہے کہ اس پر مستقل مقالہ لکھا جائے ہم نے اختصار کے پیش نظر یہاں ان کتب کے مختصر تعارف پر اکتفا کیا ہے۔

حواشی

1۔ حجیت حدیث۔ مولنا محمد ادریس کاندھلوی ص:۹۔ تدوین محمد سعید صدیقی۔ مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

۲۔ یادایام (آپ بیتی) مولنا محمد ذکریا، ۱/۵۹ مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال

۳۔ آپ بیتی ۱/۶۲

۴۔ اس کا قصہ خود حضرت شیخ کی زبانی مختصر یہ ہے۔اس دن میری اپنی والدہ سے لڑائی ہوگئی ایک پیسہ کہیں سے آ گیا تھا اس میں ایک طرف سکہ تھا اور دوسری طرف تلوار کا نشان تھا مجھے بہت اچھا لگتا تھا میں نے والدہ کے پاس امانت رکھوادیا تھا انہوں نے خرچ کرڈالا ایک دن پہلے میں نے مانگا تو انہوں نے کہا کہ وہ خرچ ہوگیا ہے۔کہیں سے آوے گا تو دے دوں گی۔ اس پر ان کو غصہ آ گیا اور رات کو روٹی نہ کھائی صبح کو والدہ صاحبہ نے استاد صاحب سے کہلوادیا کہ اس (محمد ذکریا) نے رات غصہ میں روٹی نہیں کھائی حافظ صاحب نے فرمایا کہ جا روٹی کھا آ۔ میں نے کہا جی میرا پیسہ مل جاوے گا تو کھاؤں گا انہوں نے فرمایا تو اچھا کان پکڑ لے'' سابق وجع۔

۵۔ سابق رجع ۱/۶۳ ۶۔ سابق رجع

۷۔ سابق رجع۔ ۱/۶۵ حضرت شیخ نے اپنے استاد کے متعلق دلچسپ معلومات ذکر کی ہیں مزید تفصیل کے لئے مذکورہ بالا کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔حضرت رحیم بخش کا انتقال ۱۳۴۷ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں ہوا ان کے شاگردوں کی تعداد ۴۰۰ سے زائد ہے آپ بیتی ۱/۶۶

۸۔ سابق رجع

۹۔ الاعتدال فی مراتب الرجال مولنا محمد ذکریا صاحب۔ص:۳۱۔محمد یوسف رنگ والا کراچی

۱۰۔ آپ بیتی ۱/۷۰-۷۱ ۱۱۔ سابق مرجع ص:۷۲

۱۲۔ حیات شیخ الحدیث ص:۲۶ ۱۳۔ آپ بیتی ۱/۷۲

۱۴۔ سابق رجع ۱/۷۳

۱۵۔ ان کی شاگردی کا واقعہ خود شیخ کے الفاظ میں حاشیہ نمبر۳ میں گزر چکا ہے۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: آپ بیتی ۱/۶۲-۶۳

۱۶۔ سابق رجع ۱/۶۳

۱۷۔ ان کا ذکر پہلے حاشیہ نمبر۶ میں گزر چکا ہے۔مزید تفصیل کے لئے آپ بیتی ۱/۶-۶۳ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۔ سابق رجع ۱/۶۶

۱۹۔ لامع الدراری علی جامع البخاری ۱/۲۔۱۵۱ مکتبہ یحیویہ' مظاہر العلوم سہارنپور۔ یو۔ پی۔ ھند۔ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ
مزید معلومات کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں:۔تذکرۃ الخلیل ومقدمہ الکوکب الدری علی جامع الترمذی۔

۲۰۔ ان کے حالات کے لئے دیکھیں: تذکرۃ الرشید' مطبوعہ ھند اور مقدمہ اوجز المسالک الی مئوطا امام مالک۔

۲۱۔ یادرفتگان ص:۲۷۹۔۲۹۲۔علامہ سید سلیمان ندوی۔مجلس نشریات اسلام۔ا۔کے۔۳ ناظم آباد نمبر ا کراچی نمبر ۱۸۔ وآپ بیتی ۳/۲۴۳

۲۲۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں مولنا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت۔مئولفہ: مولنا منظور احمد نعمانی

۲۳۔ آپ بیتی ۱/۶۹ ۲۴۔ سابق مرجع ۱/۶/۷

۲۵۔ سابق مرجع ۱/۹/۷۔

۲۶۔ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت۔ص:۳۷۴۔محمد سعید صدیقی۔شعبہ تحقیق قائداعظم لائبریری باغ جناح لاہور۔ط:ا۔۱۹۸۸ء۔

۲۷۔ آپ بیتی ۱/۲/۷

۲۸۔ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت۔ص:۳۷۵

۲۹۔ آپ بیتی ۱/۸۲ (بحوالہ مکتوب مولوی عبدالرؤف ابن مولنا عبداللطیف صاحب)

۳۰۔ سابق مرجع ۱/۸۳ و۱۰۲ ۳۱۔ سابق مرجع ۱/۸۳۔

۳۲۔ سابق مرجع ۱/۸۰۔۸۱ (بتصرف) ۳۳۔ سابق مرجع ۱/۹۱

۳۴۔ سابق مرجع ۳/۲۵۲ ۳۵۔ سابق مرجع ۳/۲۵۲

۳۶۔ سابق مرجع ۳/۲۵۲ ۳۷۔ نزھۃ الخواطر' عبدالحئی۔۷/۵۲۴

۳۸۔ آپ بیتی ۳/۔۲۵۸ ۳۹۔ حیات شیخ ص:۲۸

۴۰۔ آپ بیتی ۱/۹۲ ۴۱۔ سابق مرجع ۱/۱۰۲

۴۲۔ سابق مرجع ۱/۸۷۔

۴۳۔ درس نظامی کی خاصی اصطلاح۔درس نظامی سے فراغت کا آخری سال مراد ہے جس میں طالب علم صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کا مطالعہ کرتا ہے یہ دورۂ حدیث کا سال کہلاتا ہے۔

۴۴۔ اس کا پورا نام: بذل المجہود سنن ابی داؤد۔مولنا خلیل احمد سہارنپوری نے تحریر کی۔حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اس کی تالیف میں اپنے شیخ کی معاونت کی یہ شرح متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہے۔

۴۵۔ اس کا پورا نام: اوجز المسالک الی موطا امام مالک ہے اس کا تفصیلی ذکر آگے حضرت شیخ الحدیث کی تالیفات میں آرہا ہے۔

۴۶۔ حضرت کی آنکھ میں موتیا اتر آیا تھا ۴۷۔ آپ بیتی ۸۷/۱

۴۸۔ استاذ حدیث ۔العین یونیورسٹی، ومشیر محکمہ قضاء شرعی، ابوظہبی۔

۴۹۔ حضرت شیخ الحدیث کے نواسے مولانا محمد شاہد صاحب نے شیخ کی مختلف تقاریر بخاری کو سامنے رکھ کر بخاری شریف کے ابتدائی حصہ کو تقریر مرتب کی ہے مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم (سہارنپور) کی نظر ثانی کے بعد طبع ہوئی۔

۵۰۔ الجامع الصحیح ۱۰۱۸/۲

۵۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: لامع الدراری علیٰ جامع البخاری ۳۹۱/۳

۵۲۔ تقریر بخاری شریف ۱۸۵/۲۔کتاب الصلوۃ افادات مولانا محمد زکریا ۔مرتب محمد شاہد مکتبہ الشیخ ۳۶۷/۱۱۱ بہادر آباد گلی نمبر ۱۹ کراچی

۵۳۔ سابق مرجع ۱۳۸/۲۔

۵۴۔ مقدمہ سابق رجع ص:۱۷۔۲۰۔وحیات شیخ الحدیث ص:۲۲۸۔۲۳۲۔(بتصرف)

۵۵۔ حیات شیخ الحدیث ص:۲۸ وآپ بیتی ۹۷/۱۔

۵۶۔ آپ بیتی ۱۰۲/۱ ۵۷۔ سابق رجع ۱۰۲/۱

۵۸۔ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت ص:۳۸۵۔بتصرف

۵۹۔ سابق مرجع ص:۲۔۳۹۱۔ ۶۰۔ سابق رجع ص:۷۔۳۹۶

۶۱۔ آپ بیتی ۵۷/۱

۶۲۔ ۱۳۷۹ میں شیخ نے بخاری شریف پڑھی تھی تقریر بخاری ۱۱/۱۔

۶۳۔ راقم (افتخار احمد) کے استاذ محترم ا ۱۹۸۰ء میں ان سے ترجمہ قرآن مجید اور ھدایہ اور سراجی پڑھی تھی۔

۶۴۔ تقریر بخاری شریف (اردو) ۱۱/۱۔انہوں نے ۱۳۸۰ھ میں مسلسل دو سال شیخ سے بخاری شریف پڑھی۔

۶۵۔ سابق رجع: انہوں نے ۸۶ھ میں شیخ سے بخاری شریف پڑھی

۶۶۔ حیات شیخ الحدیث ص:۱۹۲

۶۷۔ سابق مرجع ص:۳-۱۹۲۔۶۸۔آپ بیتی ۱۶۹/۱

۶۹۔ یہ فہرست زیادہ تر حضرت شیخ کی ذکر کردہ فہرست کے مطابق ہے۔۷۰۔آپ بیتی۔۱۳۹/۱۔۱۶۹۔۷۱۔حافظ ابن حجر نے بخاری کی ہر کتاب کے آخر میں کوئی ایسا لفظ بتلا دیا ہے جس سے کتاب کے اختتام کی طرف اشارہ ہو۔شیخ نے ''لامع الدراری علی جامع البخاری'' کے مقدمے میں حافظ کی رائے کو لکھ کر اپنی رائے بھی تحریر کی ہے۔تقریر بخاری ۱۱۰/۱

۷۲۔ تقریر بخاری ۱۱۰/۱۔الابواب والتراجم للبخاری ۲۷/۲

۷۳۔ سابق مرجع ۱۵۹/۲۔// ۷۴/۲

۷۴۔ سابق مرجع ۵۴/۲۔// ۱۰۹/۲

۷۵۔ سابق مرجع ۷۹/۲۔// ۱۵۳/۲

۷۶۔ سابق مرجع ۱۰۶/۲۔// ۱۸۳/۲

۷۷۔ سابق مرجع ۱۱۶/۲۔اورالابواب والتراجم میں شیخ نے لکھا ہے کہ ''فانہ یکفیک'' کہ الفاظ سے حافظ کے نزدیک براعۃ اختتام کی طرف اشارہ ہے۔۱۸۸/۲۔

۷۸۔ الابواب والتراجم ۲۳۶/۲

۷۹۔ سابق مرجع ۲۵۲/۲۔وتقریر بخاری ۴۱/۳

۸۰۔ سابق مرجع ۳۰۸/۲

۸۱۔ تقریر بخاری ۹۸/۱

۸۲۔ سابق مرجع ۱۱۰/۱

۸۳۔ مثلاحدیث ابوسفیان دس مرتبہ مختصراذکر کیا ہے اور وہ مقامات بخاری طبع ھندی کے مطابق ص: ۱۳۔۳۶۸۔۳۹۳۔۴۱۱۔۴۱۲۔۴۱۸۔۴۵۰۔۴۸۴۔۹۲۶۔۱۰۶۸۔ ہیں ۔الابواب والتراجم ۲۳/۲۔اور حدیث عائشہ فی قصۃ بریرہ بیس سے زائد مرتبہ ذکر کی ہے۔لامع الدراری ۹۰/۱۔

۸۴۔ سابق مرجع ۱۶۳/۲

۸۵۔ تقریر بخاری ۱۴۶/۱

۸۶۔ سابق مرجع ۱۳۳/۱۔یہی بحث شیخ نے الابواب والتراجم میں ۴۸/۲ ذرا تفصیل سے ذکر کی ہے۔

۸۷۔ شیخ نے الابواب والتراجم میں یہ رائے علامہ کرمانی اور حافظ ابن حجر کی طرف منسوب کی ہے۔۸۸/۲

۸۸۔ تقریر بخاری ۴/۱۔۵۔و۲۴۔

۸۹۔ لامع الدراری ۹۰/۱

۹۰۔ سابق مرجع ۹۰/۱

۹۱۔ شاہ صاحب کی یہ کتاب مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ' حیدرآباد دکن' ھند سے ۱۲۶۸ھ میں ۱۳۶ صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

۹۲۔ سابق مرجع ۹۱/۱

۹۳۔ شیخ کے بقول ''طبعیت تو تراجم میں لگتی ہے'' تقریر بخاری ۹۸/۳

۹۴۔ جیسے ابن حجر عسقلانی' علامہ عینی' قسطلانی' گنگوہی' اور علامہ انور شاہ کشمیری سے لیے ہیں۔

۹۵۔ لامع الدراری ۹۵/۱۔۱۲۴

۹۶۔ جیسے کتاب العلم کا باب فضل العلم ہے۔شیخ کی تحقیق کیلئے دیکھیں الابواب والتراجم ۷۵/۲ وتقریر بخاری ۵/۱۔۴

۹۷۔ مثال کے طور پر دیکھیں الابواب والتراجم : کتاب الایمان ۴۱/۲۔۶۹۔کتاب الوضوء ۱۳۲/۲۔۱۴۲۔کتاب الحیض ۱۸۳/۲۔کتاب التیمم ۱۸۷/۲۔کتاب الصلوۃ ۲۱۷/۲۔۲۲۴۔۲۳۲۔کتاب الاذان ۲۹۴/۲

۹۸۔ تقریر بخاری ۱/۶۔۲۵۔الابواب والتراجم ۱۴۱/۲

۹۹۔ سابق مرجع ۵۲/۲۔۱۳۲/۲/ ۱۰۰۔ سابق مرجع ۶۳/۲۔۱۴۲/۲//

۱۰۱۔ باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح ۹/۳۔۹۸ ومابعد

۱۰۲۔ سابق مرجع ۹۹/۳ ۱۰۳۔ الابواب والتراجم ۲۱۳/۲

۱۰۴۔ سابق مرجع وتقریر بخاری ۷/۲۔۱۵۶۔شیخ کی تقریر دونوں جگہ ملتی جلتی ہے۔

۱۰۵۔ سابق مرجع ۲۴۷/۲۔وتقریر بخاری ۳۰/۳۔۲۹

۱۰۶۔ سابق مرجع ۲۷۸/۲ ۱۰۷۔ تقریر بخاری ۹۶/۳

۱۰۸۔ رحمۃ اللعالمین۔قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۱۸۲/۲ کتب خانہ خورشیدیہ،اردو بازار لاہور۔

۱۰۹۔ سابق مرجع ۱۱۰۔ سابق مرجع

۱۱۱۔ حیات شیخ الحدیث ص:۲۳۸

مصادر ومراجع

۱۔ بخاری،محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح۔مکتبہ دار السلام،الریاض ط: ۱۴۱۹ھ۔۲۔دہلوی،ولی اللہ: تراجم ابواب بخاری۔دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن، ہند۔

۳۔ حسنی،عبدالحی: نزھۃ الخواطر۔دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد دکن، ہند۔

حسین،سید اصغر: حیات شیخ الہند۔ادارہ اسلامیات۔لاہور۔۱۹۷۷ء

۴۔ سجادندی،خلیل الرحمٰن: حیات شیخ الحدیث۔مکتبہ شیخ الحدیث۔فیصل آباد،۱۹۸۳ء

۵۔ صدیقی،محمد سعد: علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت،شعبہ تحقیق،قائداعظم لائبریری،باغ جناح لاہور،۱۹۸۸ء

۶۔ کاندھلوی،محمد ادریس: حجیت حدیث۔مکتبہ عثمانیہ،بیت الحمد۔علامہ اقبال ٹاؤن،لاہور۔

۷۔ کاندھلوی،محمد زکریا: ☆۔آپ بیتی۔مکتبہ رشیدیہ،غلہ منڈی ساہیوال۔سن طبع ندارد۔

☆۔الابواب والتراجم۔مکتبہ یحیویہ،مظاہر علوم۔سہانپور یوپی، ہند۔

☆۔اوجز المسالک الی مؤطا امام مالک،۱۳۵۰ء

☆۔تقریر بخاری (اردو)۔مکتبہ الشیخ ۱۱۱/۳۶۷ بہادر آباد،کراچی ۱۴۰۳ھ

☆۔الکوکب الدری علی جامع الترمذی۔مکتبہ یحیویہ۔سہارنپور

☆۔لامع الدراری علی جامع البخاری۔مکتبہ یحیویہ۔سہارنپور۔

☆ ۔ حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ ۔ المکتب الاسلامی، بیروت ۔ ۱۳۹۱ھ

☆ ۔ خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی مکتبہ یحیوی ۔ مظاہر العلوم، سہارنپور ۔ ۱۳۵۴ھ

☆ ۔ فضائل اعمال ۔ مکتبہ امدادیہ، رائیونڈ، ضلع لاہور ۔

☆ ۔ الاعتدال فی مراتب ۔ محمد یوسف رنگ والا، کراچی ۔ سنہ طبع ندارد ۔

۸ ۔ منصور پوری: قاضی محمد سلیمان سلمان ۔ رحمۃ العالمین ۔ کتب خانہ خورشیدیہ، اردو بازار لاہور ۔

۹ ۔ میرٹھی: محمد عاشق الٰہی: ☆ تذکرۃ الخلیل ۔ مکتبہ قاسمیہ، سیالکوٹ ۱۹۶۹ء

☆ تذکرۃ الرشید ۔ مکتبہ مدنیہ، اردو بازار، لاہور ۱۴۰۶ھ

۱۰ ۔ ندوی: سید سلیمان: ☆ یادرفتگان ۔ مجلس نشریات اسلام ۔ ا ۔ کے ۔ ۳ ناظم آباد، کراچی ۱۸